NC
www.novelsclubb.com
ہرمز
عفت عطاء
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

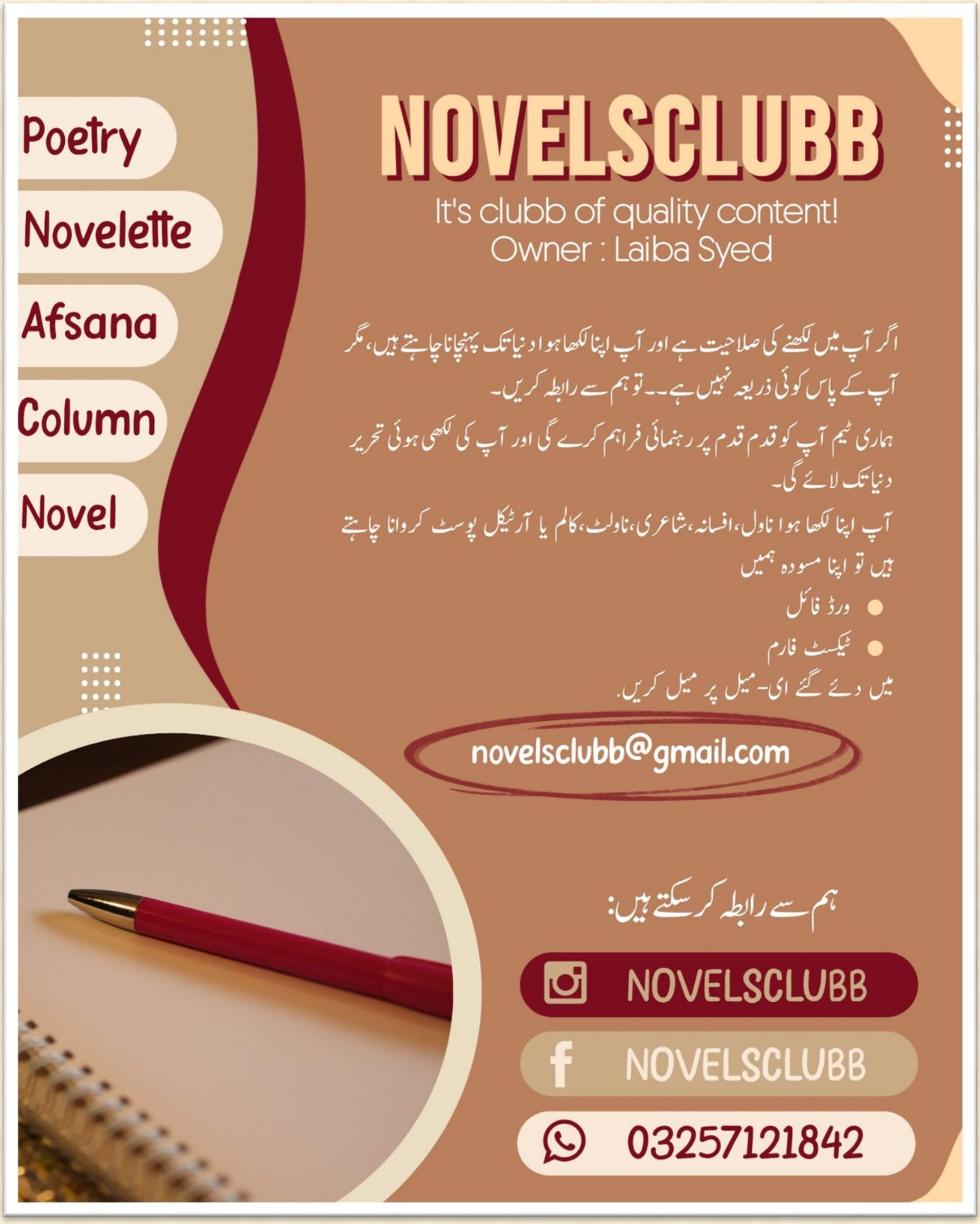
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

ہُرمُز

از قلم

عفت عطاء

Clubb of Quality Content!

اندلس شمالی افریقہ کے بلکل سامنے یورپ کے جنوب مغربی کنارے پہ ایک حسین جزیرہ نما ہے جگہ ہے، موجودہ دور میں یہاں پرتگال اور سپین دو ممالک واقع ہیں کسی زمانے میں یہ دو ممالک مغربی دنیا کے عظیم ترین ممالک میں شمار ہوتے تھے۔ مسمانوں کی فتح سے پہلے یہاں کی حکومت سلطنت روم کی ہمسر تھی مگر مسلمانوں کے دور میں یہ پورے یورپ میں اسلامی روشنی کا منار تھا۔ اندلس کی فتح کے بعد طارق بن زیاد نے یہاں اپنے فوجی دستوں کو چھوڑ دیا جنہوں نے یہاں کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو فتح کیا، اس فتح کے بعد مسلمانوں نے یہاں تقریباََ پانچ سو سالوں تک حکومت کی۔

"گو کہ ملک اور شہر حقیقی ہیں مگر کہانی "ہُر مُز" میں دیکھائے جانے والے تمام کردار اور واقعات فرضی ہیں، کسی کی حقیقی زندگی یا قدیم اندلس میں مسلمانوں کی پانچ سو سالہ حکومت سے اس کہانی کی مماثلت محض اتفاق ہی ہو سکتی ہے"

انتساب

"میری پہلے محنت، میری پہلی کوشش اور میری پہلی تحریر کا ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کے نام جس نے مجھے پیدا کیا جمے ہوئے خون سے اور علم سکھایا قلم کے زریعے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ھرمز

از قلم: عفت عطا

باب دوم: پرستش

مسلسل چڑھائی چڑھنے کے باعث اس ٹانگیں تھک چکی تھی دونوں گھٹنوں پہ ہاتھ رکھتے وہ جھکا اور لمبے لمبے سانس بھرے اس کے بعد سیدھے ہوتے اطراف کا جائزہ لیا، سبز درختوں کے جھنڈ میں پہاڑی کا یہ حصہ سنسان پڑا تھا، اس نے گردن اٹھا کر آسمان کو دیکھا، چہچہاتے پرندے، سرسراتی ہوا کی دلکش دھن، ڈھلتے سورج کی نرم شعائیں اور اس بلندی سے نظر آتی شہر کی رونقیں" آہہہ "ساری تھکن ہوا ہوئی یہ اس کا پسندیدہ منظر تھا۔ آنکھیں موندھ کے اس نے گہرا سانس اپنے اندر اتارا اور ہاتھوں میں موجود مسودے کو کھول کر مطلوبہ صفحہ نکالا، الفاظ کی سیاہی واضح اور روشن تھی بلکل ویسے جیسے اس کی آنکھیں روشن تھی، ماحول

کی دلکشی نے چاروں اطراف ایک محسور سا سماباندھا ہوا تھا "کاش یہ پل اسے ہر دن میسر ہو ں" بے اختیار سوچتے اس نے نظر مسودے پہ ڈالی۔

دوسرا خط

"اندلس کے عبد للہ کی جانب سے مشرق وسطیٰ کے حکمران کو بھیجا گیا دوسرا خط"

کفار نے جس چیز کو قابلِ طاقت جانا اس کی پرستش کی، پتھر، آگ، سورج، چاند، ستاروں کی عبادت کرنا ان سے خوف کھانا یہ کفار عقیدے کی پرستش ہے، سادہ اور آسان پرستش جس کا معنی و مفہوم ہر انسان پر واضح ہے اسی کے برعکس ایک وہ پرستش ہے جس کا نہ تو ہم پر مفہوم واضح ہے اور نہ ہی ہم میں جاننے کی جستجو ہے۔ "**نفس کی پرستش**" یہ پرستش کی وہ قسم ہے جو کفار سے زیادہ مسلمان معاشرے میں عام ہے، جب دلوں سے اللہ کا خوف اٹھ جائے ، جب انسان کا آخرت پہ عقیدہ کمزور پڑ جائے، جب قومیں اپنی تہذیبوں کو بھول جائیں تو یہ بات یقینی ہے کہ وہ خطہ، خطے میں بسی قوم اور اس قوم بنانے والی عوام نفس کی پرستش میں مبتلا ہیں۔ یہ ایک موزی وبا کی طرح پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے، ہم

مسلمانوں نے اپنے نفس کی پرستش کو اتنا بڑھا وادیا ہے کہ اب ہم اللہ کے قانون اور قدرت کے خلاف کھڑے ہونے لگ گئے ہیں اس بات کو جانے بغیر کہ جو قدرت کے خلاف کھڑا ہو قدرت اس کے خلاف ہو جاتی ہے، ہم یہ بھول چکے ہیں کہ جو قومیں اپنی تہذیبوں کو بھول جائیں تاریخ انہیں بھول جاتی ہے، جو اللہ کے بنائے گئے قانون مٹانا چاہے اللہ کا نصاف اس قوم کو مٹا دیتا ہے"

گال (قدیم فرانس)

شہر: اکیتین

سلطنتِ روم

(1389-1350)

(گال قدیم رومی نام ہے جو اس علاقے کے لیے استعمال ہوتا تھا، جہاں سیالک قبائل آباد تھے، رومی سلطنت کے دور میں یہ خطہ **گال** کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ساحل سمندر پہ واقع اکیتین، گال میں سلطنتِ روم (بازنطین) کے لیے مرکزی حیثیت رکھتا تھا جس کی سرحد

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

براہِ راست اندلس سے ملتی ہے۔ ایکیتین اپنی عمدہ شراب اور بے پناہ قدرتی حسن کے باعث پورے مغرب میں مشہور تھا، مغربی دنیا اسے اپنے لیے خدا کی طرف سے بنائی گئی زمینی جنت تصور کرتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ سلطنت روم کے بڑے بڑے گرجا گھر اور محل یہیں تعمیر کیے گئے تھے)

سمندری کنارے کے باعث ایکیتین کی تمام شہری آبادی سبز پہاڑی پہ تھی جس کی بلند چوٹی پہ ایکیتین کا محل واقع تھا۔ سرخ مخروطی محرابوں والا بلند و بالا محل بند قلعے نما تھا، سلطنتِ روم نے اسے اتنی بلندی پہ اس لیے تعمیر کیا تھا کہ چوٹی تک پہنچنے سے پہلے ہی دشمن کے حوصلے پست ہو جائیں اور یہ گزری صدیوں تک ان کا بہترین دفاع ثابت ہوا تھا۔

پہاڑی کی چڑھائی چڑھتے اس کی نیلی آنکھیں شتاب کاری سے اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں، کہیں لمبے لمبے سرخ رنگ کے چولے نما لباس پہنے گشت کرتے سپاہی اور عبادت گاہوں سے آتے لوگ تو کہیں کھیل کود میں اچھلتے بچے، وہ ایکیتین کے ایک ایک پتے کو غور سے اپنے ذہن میں اتار رہا تھا۔

"خدا غارت کرے ان باز نطینیوں کو، اب تو گھوڑوں نے بھی جواب دے دیا استادِ محترم"

سیاہ لباس پہنے بوڑھے نے ہانپتے ہوئے جلے دل سے سرگوشی کی۔

"دھیرج رکھو پاریس اور چلتے رہو" اس کی نیلی آنکھوں میں بلا کی ٹھنڈ تھی "ہمارے عظیم اور مقدس مقصد کے لیے چلتے رہو، ہمیں اپنے عظیم مذہب کے لیے زمین حاصل کرنی ہے جہاں ہماری نسلیں یہودیت کو پروان چڑھائیں اور وہ زمین بلاشبہ اندلس ہی ہے" کہتے وہ گھوڑے سے اتر گیا، آگے کا سفر پیدل طے کرنا تھا۔

اس کی تلقین میں پاریس بھی گھوڑے سے اترا "اگر باز نطینی نہ مانے محترم پھر" وہ آگے بھی کہتا کہ محترم کے آنکھیں دیکھانے پہ زبان رک گئی۔

"آئندہ ایسی بات تصور بھی نہ کرنا پاریس" وہ دبے دبے لہجے میں غرائے "مجھے معلوم ہے یہ باز نطینی بھی مسلمانوں سے اتنے ہی بے زار ہیں جتنے کہ ہم، یہود اور باز نطین میں صرف ناپسندیدگی ہے جبکہ مسلمانوں سے ہمیں نفرت ہے، میں انہیں کچھ ایسا بتاؤں گا جو ان کی راتوں کی نیند اڑا دے گا بس تم دیکھتے جاؤ" بات کے اختتام پہ اس کی نیلی آنکھوں میں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شیطانیت چمکی،اس کے قدم رک گئے قلعے کا گراں دران کے نگاہوں کے سامنے تھا،اونچی اور مضبوط دیواروں پہ سپاہی تیر کمانوں سے لیس پہرا دے رہے تھے جبکہ نیچے کھڑے سپاہیوں کی پکڑ تلوار پہ مضبوط تھی۔

"یہی چاہیے مجھے مسلمانوں کے خلاف پاریس یہی،بس وقت آگیا" سرگوشی کی صورت کہتے اس نے قدم بڑھائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆

قرطبہ کی سفیدی کی برعکس ایکیتین میں موسم صاف مگر خنک تھا،سرسبز اور گھنے جنگل کے بیچ سے گزرتی ندی کا شفاف پانی دھوپ پڑنے کے باعث چمکتے ستاروں کا گمان دے رہا تھا،ندی کے پل پہ معمول کے مطابق لوگوں کی آمدورفت جاری تھی،بازنطینی عبادت گاہوں کا مرکز ایکیتین پرامن شہر تھا۔محل کی وہ خواب گاہ ترتیب سے سمٹی ہوئی تھی،وسط

میں رکھے پلنگ پہ سنہرے موتیوں کا تاج چمک رہا تھا،دریچے سے آتی ہوا نے خواب گاہ کو سرد کر دیا تھا،تازہ ہوا کے دوش پہ اس کا فرش چھوتا سنہری لباس پھڑ پھڑا رہا تھا، گہرے بھورے رنگ کے لمبے بال پشت پہ بکھرے ہوئے تھے،بازو سینے پہ لپیٹے اس نے لمبا سانس لے کر صبح کی تازہ ہوا کو اندر کھینچا اور آنکھیں کھول دیں اس کا دماغ مسلسل اپنے اندر مچلتے سولات کے جواب ڈھونڈنے کے لیے کوشاں تھا۔

"آزادی کیا ہے" سولہ سال کی عمر میں یہ سوال پہلی بار اس دماغ میں سوچ بن کے ابھرا۔

"شاید خدا کی طرف سے عطا کی گئی سب سے عظیم نعمت" اور یہ سب سے سادہ الفاظ تھے جو وہ جواب کی صورت میں ڈھونڈ چکی تھی۔

"ان بند قلعوں کے باہر والے انہیں اندر سے دیکھنے کو ترستے ہیں اور اندر والے باہر کی آزادی کو جینا چاہتے ہیں، کتنا عجیب دستور ہے قدرت کا" اس کی بھوری آنکھوں نے بے اختیار سوچا" کیا یہ پتھر یہ پتھر مجھے ہمیشہ قید رکھیں گے؟ کیا شہزادیوں کے لیے لازم ہے کہ

ان سنگِ مر مر کے محلوں میں قید رہا جائے اور اپنے دل کو بھی ان کی طرح سخت اور مردہ بنا دیا جائے ؟"،وہ ایکیتین کے منظر میں مکمل طور پہ ڈوبی ہوئی تھی جب دروازے ہی ہلکی سی دستک ہوئی۔

"رین"وہ بغیر کسی حرکت کے ایسے کھڑی رہی،قدموں کی چاپ اس کے نزدیک ہوئی" میری پیاری کیتھرین خفا ہے مجھ سے" کہتے داریوش نے اسے کندھوں سے تھام کر اس کا رخ اپنی جانب موڑا،وہ کافی دراز قد تھی۔

"میں واپس روم جانا چاہتی ہوں بھائی"اس کا انداز قطعی تھا،آنکھوں کی رونق ماند پڑ چکی تھی۔

داریوش نے ایک نظر اسے دیکھا پھر خواب گاہ میں نظر گھمائی تاج اسے پلنگ پہ پڑا نظر آیا اس نے تاج اٹھایا اور کیتھرین کے سر پہ سجایا،چمک تیز ہو گئی،اب وہ مکمل لگ رہی تھی۔

"تم ایکیتین کی شہزادی ہو رین اب بھول جاؤ روم کو یہ تمہارا گھر ہے وہ عارضی پناہ گاہ تھی"

دھیما اور سمجھانے والا لہجہ تھا، کیتھرین نے تلخی سے سر جھٹکا۔

"والدہ کے جانے کے بعد مجھے یہ گھر زندان لگتا ہے بھائی، میں جب سے یہاں آئی ہوں

آپ نے ایک قدم مجھے باہر نہیں نکالنے دیا، نہ یہاں میرا کوئی دوست ہے نہ مجھے کوئی جانتا

ہے، مجھے آپ پہ بھروسہ کر کے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا، میں اپنی عارضی پناہ گاہ میں خوش

تھی، وہاں میں آزاد تھی" وہ پھٹ پڑی، اتنے دنوں کا جمع کیا ہوا غبار بلآخر نکل گیا۔

"اولیویا ہوتی ہے نہ تمہارے ساتھ" داریوش نے مفاہمت چاہی، اس کے ہاتھ ہنوز

کیتھرین کے کندھوں پہ تھے۔

"اور وہ بھی میری پل پل کی خبر آپ کو دینے کے لیے" وہ ترنت بولی اور اس کے ہاتھ

جھٹکے، داریوش نے گہرا سانس بھرا۔

"اچھا کیا چاہتی ہو تم"

Clubb of Quality Content

ایک لمحے کو اس نے آنکھیں اٹھا کر بھائی کو دیکھا" مجھے۔۔۔۔۔صرف آزادی چاہیے ان دیواروں سے "اس نے وقفہ دیتے اپنی بات رکھی۔

داریوش نے سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبش دی" تم صرف شہری حدود تک جا سکتی ہو "داریوش نے اس کا نرم گال تھپتھپایا۔

"میں سپاہوں کے ساتھ نہیں جاؤں گی"وہ جھنجھلائی۔

"ایلویا تمہارے ساتھ ہو گی" یہ آخری فیصلہ تھا،اس پہلے کہ وہ اعتراض کرتی دروازے پہ سپاہی نمودار ہوا۔

" کمانڈر، آپ کے مہمان آئے ہیں "اس نے سر جھکائے اطلاع دی اور نکل گیا۔

داریوش کیتھرین کی طرف پلٹا" تم جاؤ اور خوب مزے کرو مگر یاد رہے زیادہ دور نہ جانا ورنہ یہ میری پیاری بہن کا آخرہ مزہ ہو گا "نرم تنبیہہ کرتے وہ نکل خواب گاہ سے نکل گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیتھرین نے پر سوچ انداز میں اس کی پشت کو دیکھا" آخر ایسا کیا ہے جو اتنے سالوں سے اکیتین اس کے لیے قید خانہ بن گیا تھا"یقیناً اکیتین میں کچھ تھا کچھ خاص بہت خاص، مگر کیا، نیچے کے خوبصورت مناظر کو دیکھتے اب اس کا دماغ مسلسل اس بارے میں سوچ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

اندلس

محل قرطبہ کی تکون عمارتوں کا سبز زار آسمان سے گرتی سفیدی میں چھپ گیا تھا، چونکہ یہ موسم سرماں کی پہلی سفیدی تھی تو ہر چہرہ مسکرا رہا تھا کہیں بھی بے زاری نہ تھی، وسیع سبز زار کے ایک طرف ساری کنیزیں خوشی کے قہقہے لگاتی چہک رہی تھیں آج کے دن انہیں ہر کام سے آزدی تھی۔ ملکہ ایلف سبز زار کے درمیان سے گزرتی طویل روش پہ اپنی

خادمہ کے ہمراہ چہل قدمی کر رہی تھیں جب ان کی نظر دور سے اسی سمت آتے کرامت پہ پڑی۔

"ہمیں کرامت سے کچھ بات کرنی ہے آئے گل تم جاؤ اور کنیزوں سے ساتھ موسم کا لطف اٹھاؤ" انہوں نے نرمی سے اپنے پیچھے آتی آئے گل کو حکم صادر کیا۔

آئے گل "جو حکم ملکہ" کہتی پلٹ گئی تو وہ دوبارہ سامنے مڑی۔

"ملکہ" کرامت تعظیم میں جھکا "امید ہے آپ کے مزاج اچھے ہوں گے ملکہ"

اس کی بات پہ ملکہ ایلف سوگوار سا مسکرا دی "میں اپنے وطن سے دور ہوں کرامت، اپنی سرزمین سے دور رہ کر کسی کے مزاج درست تو ہو سکتے ہیں مگر اچھے اور خوشگوار نہیں، وطن کی خوشبو انسان کے اندر توانائی بھرتی ہے، وطن کی مٹی قدموں میں جان ڈالتی ہے، وطن کا پانی انسان کی زندگی بڑھاتا ہے اور میں اپنے وطن کی ان سب نعمتوں سے محروم ہوں"

محل قرطبہ کے اونچی عمارت کو دیکھتے وہ بے تاثر لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

"اللہ آپ کو لمبی عمر دے ملکہ" کرامت اپنے سوال پوچھنے پہ افسوس ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ملکہ نے یخ پڑتے ہاتھ موٹے کھالوں کے چغے کے اندر کئے اور قدم بڑھائے "اناطولیہ کے کیا حالات ہیں کرامت؟ کیا وہاں بھی موسم سرد ہے؟" کرامت نے ان کی تلقین میں قدم اٹھائے۔

"صرف موسم ہی ہے ملکہ جو مجھے دونوں ریاستوں کا یکساں لگتا ہے"

"اور محل کے حالات کیا وہ یکساں نہیں ہیں"

کرامت نے گہرا سانس بھرا "ملکہ نیلوفر قونیہ واپس چلی گئی ہیں اور شہزادوں کو بھی ساتھ لے گئی ہیں، حرم میں ہر دن ان کی بلقیس خاتون اور کنیزوں سے تلخ کلامی ہوتی اور اب تو سلطان نے ایک اور کنیز کو خاتون کا درجہ دے دیا ہے"

"بھائی جان کو اب اپنی عمر کا ہی لحاظ کر لینا چاہیے" ملکہ ایلف نے تاسف سے سر جھٹکا۔

"ملکہ" کرامت کسی کشمکش کے زیرِ اثر بولا۔

"کہو کرامت"

"کبھی کبھی مجھے حیرت ہوتی ہے کہ قرطبہ کے محل میں سلطان کی تین چار بیویاں ہیں مگر یہاں کبھی لڑائی نہیں دیکھی گئی اور اناطولیہ میں ایک ملکہ ہونے کے باوجود محل میں انتشار رہتا ہے "اس کا دماغ سمجھنے سے قاصر تھا۔

ملکہ ایلف کے چہرے پہ محظوظ سی مسکراہٹ در آئی،ان کے چلتے قدم رک گئے انہوں نے آنکھیں آٹھا کر سیاہ و سرمئی محل کو دیکھا" تمہیں اس محل میں اور اناطولیہ کے محل میں کیا فرق نظر آتا ہے کرامت ؟"

کرامت نے متذبذب سے پہلے ملکہ کا سنجیدہ چہرا دیکھا پھر محل کی عمارت،ماحول میں پھیلی پکوانوں کی خوشبو،جگہ جگہ معمور سپاہی،خوشی سے قہقہے لگاتی کنیزیں۔

"شاید یہاں کی ریاست زیادہ ترقی یافتہ ہے،یہاں قومی خزانہ زیادہ ہے،یہاں جمہوریت ہے اس لیے قرطبہ میں امن ہے "سارے اطراف میں دیکھتے اسے یہی سمجھ آئی۔

" تمہیں ایسا لگتا ہے مگر میں کچھ اور سمجھتی ہوں کرامت "ان کی سرمئی آنکھیں پر سوچ انداز میں محل کو تک رہی تھیں"میں سمجھتی ہوں کہ کہیں بھی لڑائی اور نفرت کے لیے پہلے

محبت کا ہونا ضروری ہے اور شاید ہمارے سلطان خوش نصیب ہیں کہ ان کی بیویوں کو ان سے محبت نہیں ہے" کرامت ہونقوں کی طرح ملکہ کو دیکھ کر رہ گیا جبکہ وہ اپنی بات کہے گئیں "کسی بھی رشتے میں نفرت ہونے کے لیے کسی نہ کسی جذبے کی ضرورت ہوتی ہے اور قرطبہ جذبات سے پاک ہے، اولاد کا وجود انسان کو جزبات سے متارف کرواتا ہے اُس محل میں سلطان کی ہر خاتون سے اولاد ہے مگر قرطبہ کی کسی ملکہ کا کوئی جانشین نہیں ہے جس کی بنا پہ وہ دوسری خاتون سے حسد کرے اور یہ جو عظیم سلطنتیں ہوتی ہیں ان میں بیٹیوں کو اتنی اہمت نہیں دی جاتی کہ ان کی وجہ سے کسی میں حسد پیدا ہو "سادگی سے شانے اچھکائے انہوں نے پھر سے قدم بڑھائے۔

"میں سمجھ گیا ملکہ" کرامت متفق ہوا۔

"خیر تم بتاؤ کیا پیغام لائے ہو"

کرامت نے موٹے لباس سے خط نکال کر ملکہ کی جانب بڑھایا "سلطان کے اشارے مثبت تھے ملکہ !باقی پیغام آپ خود پڑھ لیں"

Clubb of Quality Content

خط تھامتے ہوئے ملکہ کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی، جیسے جیسے وہ خط پڑھتی گئیں ان کی روح تک سرشار ہو گئی "بھائی بذاتِ خود سلطان سے اس معاملے پہ بات کرنا چاہتے ہیں یعنی ہم درست سمت جارہے ہیں کرامت "موسم پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گیا ان مزاج میں خوشی کا تاثر بھر گیا۔

"اگر انہوں نے سلطان سے کوئی مطالبہ کیا تو کیا ہو گا ملکہ" کرامت کسی سوچ کے زیرِ اثر بولا۔

ملکہ نے مطمئن انداز میں شانے اچھکا دیے" ظاہر ہے وہ مطالبہ کریں گے اور سلطان کو ان کا مطالبہ ماننا بھی پڑے گا، بیٹیوں کے لیے سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں جیسے میرے بابا نے کیے تھے، اب سلطان کی باری ہے"

اب وہ چہرے پہ مسرور سی مسکراہٹ لیے چہل قدمی کرتے محل کی دوسری جانب جارہی تھی شہزادی زلیخا کو دیکھنے۔

☆☆☆☆☆☆

وہ ہاتھ میں بڑے بڑے پتوں والا جھاڑو اٹھائے مسجد کے احاطے کی برف ایک طرف کر رہے تھے، جب مروان ایک پتے میں کھجور کے دانے لیے ان کے پاس آیا، عبداللہ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیا تم کھجور بانٹ رہے ہو؟"

مروان نے سر اثبات میں ہلایا اور پتا اُس کے سامنے کیا، عبداللہ نے ہاتھ کپڑے کے صاف کیے اور پتے سے کھجور اٹھالی "تم اسے کس مقصد کے لیے بانٹ رہے ہو؟"

"ہُرمز نے کہا تھا کہ موسم سرماں کے آغاز میں کھجور یا شہد کھاؤ تو اس موسم کی بیماریاں نہیں لگتی، یہ شفا دیتی ہیں" اسے رٹا ہوا تھا، عبداللہ نے سادگی سے مسکرا کر زیر لب نیت کی اور کھجور کھالی۔

"یہ درست ہے کہ شہد اور کھجور میں اللہ نے بہت شفا رکھی ہے مگر کیا تمہیں معلوم ہے اللہ نے زمین کا سب سے بڑا اثر بھی انہی میں رکھا ہے" عبداللہ نے دوبارہ جھاڑو اٹھایا اور برف سمیٹنے لگا، مروان کی آنکھیں حیرت واستعجاب سے پھیل گئی اور پھر اس کی بھنوئیں برہمی سے کھینچیں۔

"تم جھوٹ کہتے ہو" وہ اس قسم کا بچہ تھا جو پہلے بتائی گئی بات پہ ایمان لاتا تھا، اسے وہی مانتا تھا جو اسے پہلے بتایا گیا تھا" ہُرمز نے کہا تھا ان میں شفا ہے" (اس نے پتا عبداللہ کے سامنے کیا جیسے ابھی شفا اڑھ کے پتے سے باہر نکل آئے گی) عبداللہ نے گہرا سانس بھرا اور جھاڑو رکھ دیا۔

"لاؤ یہ مجھے دو اور اندر جا کر قاضی صاحب سے کہو کہ عبداللہ شہد مانگ رہا ہے" مروان نے پتا اسے تھمایا اور مسجد کے اندر دوڑا، تھوڑی دیر بعد جب وہ لوٹا تو ہاتھ میں شیشے کی چھوٹی سی بوتل تھی۔

"اب اس میں تھوڑا سا نکالو اور کھا کر مجھے کہ اس کا ذائقہ بتاؤ کیسا ہے"

Clubb of Quality Content!

وہ کھائے بغیر بھی بتا سکتا تھا پھر بھی تھوڑا سا نکال کر چاٹا "یہ میٹھا ہے"

عبداللہ نے سر ہلایا اور ایک کھجور کا دانا اس کی جانب بڑھایا۔

"یہ بھی میٹھا ہے" مروان نے اطلاع دی۔

عبداللہ گھٹنوں کے بل اس نے سامنے جھکا "اور یہ "میٹھا" شر ہے "اس نے کھجور اور شہد دونوں اس کے سامنے کیے "ان میں شفا ہے کیونکہ ان سب سے زیادہ شکر ہے اور ان میں شر ہے کیونکہ ان سب سے زیادہ شکر ہی ہے "اس نے شکر پہ ذور دیا۔

مروان کی آنکھوں میں ناسمجھی تھی، عبداللہ کی باتیں اس کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔

"کیا تمہیں پتہ ہے بتع اور بوزا کیا ہیں؟"

"آ آ۔۔نہیں" عبداللہ کی بات پہ اس کی گردن میکانی انداز میں نفی میں ہلی۔

عبداللہ نے ایک لمحے کو رک کر آسان الفاظ ڈھونڈے اور پھر بولنا شروع کیا "بتع اور بوزا وہ شر ہے جسے عام زبان میں شراب کہا جاتا ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ششر" اس کی زبان سے ادا بھی نہ ہو سکا، عمر کے مطابق وہ ایسے الفاظ کے استعمال کو گناہ کے زمرے ڈالتا تھا۔

"بلکل شراب" عبداللہ نے سر ہلایا "یہ دو شراب کی عمدہ ترین قسمیں ہیں، بتع شہد جبکہ بوزا کھجور سی بنتی ہے، شہد اور کھجور کے شکر کا شربت بنا کر ان کا خمیر نکالا جاتا ہے پھر اسے کشید کر کے شراب بنائی جاتی ہے، اس کی تاریخ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے بھی ہزاروں سال پرانی ہے، یہ شراب بنی اسرائیل میں عام ہوئی تھی اور پھر ان سے یہ شر پوری دنیا میں پھیل گیا، جیسے جیسے وقت گزرتا گیا لوگ اس کا طریقہ بھول گئے اور اب یہ شر صرف چند ہی شہروں میں بنایا جاتا ہے جو ہمارے اندلس کے بے حد قریب ہے"

"اور یہ سب تمہیں کیسے پتا؟ کیا تم نے کبھی بنائی ہے؟" ایک لمحے کو عبداللہ کی زبان رک گئی پھر وہ مبہم سا مسکرایا۔

"اللہ ہم مسلمانوں کو شراب جیسے شر سے محفوظ رکھے،میں نے یہ سب صرف تاریخی کتابوں میں پڑھا تھا" اگر چہ اسے تاریخی کتابوں کا مفہوم نہیں معلوم تھا مگر اس نے گردن سمجھنے والے انداز میں ہلائی۔

"میری بات یاد رکھو شہد اور کھجور میں بے شک شفا ہے اگر ہم انہیں شفا کی نیت سے استعمال کریں اور یہ وہی نیت ہے جو ہمیں اللہ نے سیکھائی ہے لیکن اگر ہم نفس کی پرستش میں مبتلا ہو کر شلطان کے سیکھائے پر عمل کرتے ان کا غلط استعمال کریں گے تو یہ شفا شر میں بدل جائے گی" عبداللہ نے ہاتھ میں موجود شہد اور کھجور اسے تھمادی "اور کیا تم جانتے ہو میں یہ سب تمہیں کیوں بتا رہا ہوں"

"کیوں" مروان نے دونوں تھام لیں۔

عبداللہ نے اسے دونوں بازوں سے تھام کر اپنے سامنے کیا" کیونکہ یہ شر بہت تیزی سے مسلمان ریاستوں میں پھیل رہا ہے،ہم مسلمانوں کی نیتیں بدل رہی ہیں،ہم اللہ کی نعمتوں کا صحیح اور غلط استعمال نہیں دیکھ رہے ہم صرف ان کا استعمال دیکھ رہے ہیں پھر

Clubb of Quality Content

چاہے وہ صحیح ہو یا غلط، ہم اور ہماری ریاستیں دنیا کی چمک میں گم ہو رہی ہیں ہمیں شفاء بھولتی جا رہی ہے مگر تم اسے یاد رکھو اور اس علم کو جو تمہارے پاس ہے اسے اپنے دوستوں میں بھی بانٹو تاکہ تمہیں اور تمہارے پیاروں کو اللہ کی دی ہوئی شفا یاد رہے اور تم شر سے محفوظ رہو" عبداللہ نے اس کی گرم ٹوپی درست کی اور ایک عزم سے کہا، مروان کی معصوم آنکھیں چمکیں اسے اپنے دوستوں کو شفا یاد دلانی تھی وہ الٹے قدموں مسجد کی طرف دوڑا۔ عبداللہ نے موثوق نظروں سے اس کی دوڑ دیکھی، بچے ریاست کا مستقبل ہوتے ہیں اگر انہیں شفا یاد دلائی جائے تو ریاست اور مستقبل دونوں شفایاب رہتے ہیں لیکن اگر بچے شفا کی تعلیم کی محروم ہوں تو مذہب اور سیاستیں دونوں محروم ہو جاتیں ہیں، گہرا سانس بھرتے اس نے دوبارہ جھاڑو اٹھالیا۔

☆☆☆☆☆☆

محل کا اندرونی حصہ تقریباویران پڑا تھا معمول کے برعکس کنیزیں غیر موجود تھی ،راہداری میں کہیں کہیں سپاہی مامور تھے ،بڑھتی ٹھنڈ کے باعث اس نے موٹی کھال کا لباس پہنا ہوا تھا جس میں اس کے ہاتھ چھپے ہوئے تھے وہ راہداری کے آخری کنارے پہ مڑا، تہہ خانے کا دروازہ اس کے سامنے تھا وہ اعتماد سے چلتا پہرے پہ کھڑے سپاہیوں کے سامنے آیا سپاہی بدل دیے گئے تھے ،وہ دروازے سے ہٹ گئے ،موٹی کھال سے اس نے ہاتھ باہر نکلا،اس میں بھاری بھاری چابیاں تھیں، آگے بڑھ کر اس کئی چابیاں تالے میں لگائی اور کئی مرتبہ کی کوشش کے بعد تالہ کھل گیا،دروازہ کھول کر اندر ہوتے وہ زینے اترا پیچھے سپاہیوں نے دروازہ بند کر دیا۔ اونچے اونچے ستونوں والا تہہ خانہ روشن اور سرد تھا مگر تہہ میں موجود شخص کے جذبات گرم تھے اس نے سونے کی طرف دیکھا تک نہیں وہ پرجوش ہو کر بند الماریوں کی جانب لپکا اور عجلت سے ان کے تالے کھولنے لگا۔

"ہمارے عظیم مقصد کے لیے"اس نے چمکتی آنکھوں سے قدیم اوراق نکالے اور انہیں کھول کر دیکھا،وہ قدیم نسخے اندلس کے تمام شہر اور خوفیہ راستوں کے نقشے تھے۔

".بہت جلد خدا ہمیں ہمارے مقدس مقصد کے لیے کامیاب کرے گا اور اندلس ہمارا ہو گا" اس کی سرگوشیاں تہہ خانے کی دیواروں میں جذب ہو رہیں تھیں، قندیلیں دلچسپی سے اس کی حرکات و سکنات دیکھ رہی تھیں اور اس کی مسکراہٹ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ گہری ہوتی جا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

اکیتین

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"استاد بنیامین"

محل کے داخلی دروازے پہ نمودار ہوتے داریوش کی آنکھوں میں شیطانیت چمکی چہرے پہ مکروہ مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی، لمبی قبا جھٹکتے وہ قدم قدم زینے اترتا خصوصی مہمانوں کے مدمقابل ہوا "عرصہ ہوا ہم نے یہودیوں سے اتحاد کرنا چھوڑ دیا ہے" تمسخرانہ لہجہ تھا۔

بنیامین نے گردن اٹھائی ہوں جیسے پورے محل کا جائزہ لیا ہو پھر اطمینان سے داریوش کے کان میں جھکا "جس عرصے میں تم رومیوں نے یہودیوں سے اتحاد توڑا ہے اسی عرصے سے مسلمان تمہارے اندلس پہ قابض ہیں، تم مان لو ہمارے بغیر تم کچھ بھی نہیں "استہزیہ مسکراہٹ لیے پہلے اس نے داریوش کا سپاٹ چہرہ دیکھا پھر اس کے سینے پہ دستک دی "تم باز نطینیوں کے پاس عقل نہیں ہے اور ہمارے پاس زمین، تمہیں نہیں لگتا اب ہمیں ان حالات میں تھوڑی لین دین کر لینی چاہیے"

کمانڈر داریوش کی آنکھوں میں شرارے پھوٹ پڑے "تم یہودیوں سے لین دین کرنا اپنے پاؤں پہ کلہاڑا مارنے کے مترادف ہے ہم اپنے مسائل"

"بھائی میں اور اولیویا جارہے ہیں "اس چلتی زبان کو کیتھرین کی آواز نے روکا جو ان کے عقب میں آکر رکی تھی، داریوش چونک کر پیچھے مڑا، بغیر کسی تاج اور چمک دمک کے وہ عام سے مقامی لباس میں تھی، سیاہ بال اور دراز قد اولیویا بھی اسی کے ساتھ تھی، داریوش مڑ کر ان کے پاس آیا اور مخصوص ہدایات دینے لگا۔

"گویا شہر جانے کی تیاری ہو رہی ہے" استاد کی نیلی شاطر آنکھوں نے دلچسپی سے کیتھرین کو دیکھا۔

"زیادہ دور مت جانا اور جلد ہی واپس آنا" اس نے کیتھرین کی تھوڑی کو اونچا کرتے کہا، کیتھرین نے بے زاری سے اس کی بات سنی، داریوش نے پیچھے کھڑی اولیویا کو آنکھوں سے خصوصی اشارہ کیا اور اس نے آنکھوں جھپک کے تسلی دی۔

وہ مرکزی دروازے سے نکل گئی داریوش نے بنیامین کو دیکھا جس کی مسکراتی آنکھیں دروازے سے ہٹ کر اس پہ مرکوز ہوئیں "تم سرحد پہ پڑے ہو داریوش تمہیں نہیں لگتا کہ تمہیں تھوڑی احتیاط کرنی چاہیے، کیا پتہ کب مسلمان سرحد پار کرکے اکیتین میں داخل ہو جائیں" اس نے سرسراتے لہجے میں سرگوشی کی اور یہ سرگوشی داریوش کی وجود پہ چابک کی مانند لگی۔

اس نے مٹھیاں بھینچ لی، چہرہ مارے طیش کے سرخ ہو گیا "اپنی حد میں رہو بنیامین اور مت بھولو کہ تم اس وقت میرے قلعے میں کھڑے ہو" سپاہی سارے چوکس ہو گئے،

دیوروں پہ کھڑے تیر اندازوں نے اسے اور پاریس کو نشانے پہ رکھ لیا گویا ایک اشارے کے منتظر ہوں۔

استاد بنیامین نے ہاتھ مفاہمتی انداز میں اٹھا لیے اور صلح صفائی سے مسکرایا "میں جانتا ہوں داریوش یہ تمہارا قلعہ ہے مگر تم چند لمحوں کے لیے خود پسندی کی پٹی آنکھوں سے اتارو اور دیکھو کہ مشرقِ وسطیٰ والے کہاں تک پہنچ گئے ہیں، تمہارا مقدس ایکیتین اب مسلمان جاسی کا اڈہ بن چکا ہے یروشلم والے یہاں تک آ گئے ہیں" بات ختم کرتے اس نے پر سکون ہو کر داریوش کے تاثرات جانچے۔

داریوش کو لگا کہ اس کے حلق سے اب آواز نہیں نکل سکے گی، اس کے سارے اندیشے سچ ثابت ہو رہے تھے، تو کیا ایکیتین کی تاریخ پھر سے دہرائی جائے گی "اگر یہ جھوٹ ہوا بنیا"

"میں اتنی دور سے صرف اندازے کے تحت نہیں آیا" اس نے داریوش کی بات بیچ میں کاٹ دی "میں تمہیں پوری تفصیل دوں گا لیکن اوہ" وہ رک گیا "ایکیتین کس وجہ سے مشہور ہے پاریس" یک دم پاریس کی جانب مڑتے وہ سوچنے والے انداز میں گویا ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پاریس مسکرایا "شراب استاد محترم شراب"

بنیامین نے سر ہلایا اور داریوش کو دیکھا "اتنی اہم معلومات لینے کے لیے کم از کم اپنے مہمانوں کو ایکیتین کی عمدہ سوغات تو پیش کرو"

داریوش نے گہرا سانس بھرا اور ایک طرف ہو گیا، بنیامین نے آنکھوں سے پاریس کو اشارہ کیا، فتح کا اشارہ، پر امن ایکیتین کے قلعے میں عالمِ اسلام کے لیے سازش کی پہلی جڑ مضبوط ہو چکی تھیں مگر قلعے کے بر عکس شہر ہنوز پر امن اور شانت تھا، سبز پہاڑی کی ڈھلان اترتے کیتھرین نے آزادی سے بھرپور گہرا سانس اپنے اندر اتارا، اونچے نیچے راستوں پہ فاصلے فاصلے پہ واقع گھر اور عمارتیں بہت خوبصورت تھیں۔

"بھائی مجھے محل سے کیوں نہیں نکلنے دیتے اولیویا؟" چلتے چلتے وہ جھکی اور راستے میں کھڑے بچے کے بال بکھیرے، بچہ شرمایا وہ مسکرا کر سیدھے ہوئی اور گردن موڑ کر اولیویا کو دیکھا۔

Clubb of Quality Content

ناک کی سیدھ میں چلتی اولیویا کا چہرہ سپاٹ رہا"ایسا کچھ نہیں ہے شہزادی، اگر ایسا ہوتا تو آپ اس وقت آزادی سے شہر کی سیر نہ کر رہی ہوتیں"وہ بے تاثر کہتی چلتی گئی۔

"اور تمہارے نزدیک آزادی کیا ہے اولیویا"سوال کرتے اس اولیویا کے چہرے پہ نظر ڈالی عام لڑکیوں کے برعکس اس کے چہرے پہ کچھ مختلف تھا، مگر کیا یہ اس کے سمجھ سے باہر تھا۔

اولیویا کے لب خاموش رہے شاید وہ الفاظ کی تلاش میں تھی۔

"حاکمیت آزادی ہے شہزادی، جس کے پاس حاکمیت ہے وہ آزاد ہے"بہت دیر سوچنے کے بعد اس نے اتنے میں ہی بات ختم کر دی۔

"اور اگر کوئی حاکمیت کے بغیر آزاد ہونا چاہتا ہو تو"ایک اور سوال۔

"حاکمیت کے بغیر آزادی کا کوئی وجود نہیں، اگر آپ حاکم ہیں آپ کے پاس اختیارات ہیں جان لینے کے اور جان بخشنے کے تو آپ آزاد ہیں لیکن اگر آپ کے حالات اس کے برعکس ہیں تو پھر یا تو آپ کو اپنی جان بخشوانے کی منت کرنی ہے یا پھر جان لینے دینی ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیتھرین نے بے ساختہ جھر جھری لی،وہ جب بھی منہ کھولتی خوفناک باتیں ہی نکالتی ،اب اس کا ارادہ نہیں تھا آگے بڑھنے کا بد دل ہوتے وہ مڑنا چاہتی تھی مگر اس کے چلتے قدم ڈھلان کے آخر پہ بنی عمارت کو دیکھ رک گئے اس کا یوں رکنا بے ساختہ تھا،اولیویا نے ٹھٹک کر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور بے اختیار گہرا سانس بھرا، قصور شہزادی کا نہیں تھا بلکہ وہ عمارت تھیں ہی اتنی منفرد کہ اسے دیکھ کر کسی کے قدم بھی زنجیر ہو جاتے۔

"یہ" کیتھرین نے مبہوت ہوتے سوالیہ نظروں سے اولیویا کو دیکھا، مزاج یک دم تبدیل ہو گیا، آنکھوں میں تجسس اُمڈ آیا۔

"یہ شراب خانہ ہے"

"شراب خانہ" وہ بے یقینی سے بولی، اتنی حسین عمارت شراب خانہ بنائے جانے کے قابل تو نہ تھی۔

Clubb of Quality Content

اس عمارت کو دیکھتے ہی دیکھتے اولیویا کی آنکھوں میں خاص چمک ابھری، مخصوص سا تاثر پورے چہرے پہ چھا گیا"لوگ کہتے ہیں اس شراب خانے کے اندر کی خوبصورتی اس سے بھی کئی زیادہ مبہوت اور دھڑ کا دینے والی ہے اور اس کا مالک اس عمارت سے بھی زیادہ" کہتے کہتے اس کی زبان رک گئی۔

"اس کا مالک کیا؟" کیتھرین کی آواز میں نمایا بے چینی تھی۔

اولیویا نے سر جھٹکا سارے تاثر غائب ہو گئے چہرہ پھر سے سپاٹ ہو گیا"اس کا مالک دنیا کی سب سے بہترین شراب بناتا ہے،اور آپ شادی سے پہلے شراب نہیں پی سکتیں"اس نے ساتھ ہی کیتھرین کو شہزادی ہونے کا مقام یاد دلایا۔

کیتھرین ایک لمحے کو رک گئی،اس نے عمارت کو نظروں کے سامنے رکھتے جیسے کچھ سوچا"شراب پی نہیں سکتی لیکن دیکھ تو سکتی ہوں نا" چمکتی بھوری آنکھوں سے کہتے اس نے قدم بڑھائے"ہم شراب خانے کے اندر جا رہے ہیں،چلو آؤ"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اولیویا کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہے "آپ نے کبھی شراب نہیں دیکھی کیا؟" کیتھرین کے ہم قدم ہوتے اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

کیتھرین کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ در آئی "شراب کی بات کون کر رہا ہے اولیویا، میں شراب بنانے والے کو دیکھنے جا رہی ہوں" سرائے قسم کے شراب خانے کے مرکزی دروازے کو اس نے گردن اٹھا کر دیکھا وہ اس عمارت کے ایک ایک انداز کو پہچانتی تھی، یہ سجاوٹ یہ طرز اس کے لیے نیا نہیں تھا، وہ اونچی عمارت پہاڑی کی ڈھلان میں انتہائی دل فریب منظر پیش کر رہی تھی۔

"اولیویا یہ شراب خانہ رومی فن تعمیر ہے، بلآخر مجھے اکیتین میں کوئی رومی دوست ملنے والا ہے" ایک جذب سے کہتے کیتھرین نے قدم دروازے کے اندر رکھے، چہرہ مسرت بھرے جذبات کے باعث تمتما رہا ہے۔ اولیویا نے اضطرابی کیفیت میں مٹھی بھینچ لی، کیا اسے شہزادی کو روکنا چاہیے، یا اس بارے میں کمانڈر کو بتانا چاہے۔

"کھڑی کیوں ہو آؤ" اس کی سوچوں کے تسلسل کو کیتھرین کی آواز نے توڑا، تمام تر تاثرات کو دل میں دباتے اس نے سر جھٹکتے قدم بڑھائے۔

شراب خانے کا احاطہ چکور تھا، سبزہ زار کے درمیان سے گزرتی روش کے دونوں اطراف پھول ہی پھول تھے وہ دونوں روش سے گزرتی داخلی دروازے کے سامنے آئیں تو دروازے پہ ایستادہ پہرے داروں نے انہیں خوش آمدید کہا۔ اندر آکر ایسا معلوم ہوا کہ دنیا ہی بدل گئی ہے، قندیلوں کی سنہری درخشش نے ہر طرف ایک سماباندھا ہوا تھا، بھاری زنجیر سے لٹکتا فانوس کیتھرین کی آنکھوں کے برابر تھا وہ چاہتی تھوڑا سا آگے ہو اسے چھو سکتی تھی یا شاید نہیں یہ محض کاریگر کا فن تھا، تین منزلہ چکور عمارت کے برامدے خالی تھے، اس کی آنکھیں میکانی انداز میں نیچے جھکی، اس کے قدموں کے عین پاس زیرزمین اترتے زینے تھے، نیچے پوری عمارت کے رقبے پہ پھیلا لکڑی کا فرش تھا جن پہ چھوٹے بڑے چبوترے بنے تھے اور ہر چبوترے پہ کرسیاں اور میز لگے تھے۔ کیتھرین ایک طلسم کے زیراثر زینے اترتی گئی اولیویا نے بھی اس کی راہنمائی میں قدم بڑھائے عین اسی وقت داخلی دروازے کی

مخالف سمت پہلی منزل کے برامدے کے پیچھے ایک لمبا چھوڑا وجود آکھڑا ہوا اس کا چہرہ فانوس کے پیچھے چھپا ہوا تھا،دروازے پہ کھڑے پہرے دار نے اسے دیکھا تو فوراً اُس تک پہنچا۔

"وہ بھورے بالوں والی داریوش کی بہن ہے اور دوسری اولیویا" پہرے دار نے اس آنکھوں میں ابھرے سوال کو سمجھتے سرگوشی کی صورت جواب دیا۔وہ ذرا سا آگے ہوا اور مینڈر سے نیچے جھانکا دونوں لڑکیاں ایک میز کے گرد بیٹھی تھیں اور بھورے بالوں والی لڑکی قدرے اشتیاق سے آگے پیچھے نظریں گھما رہی تھی،اس نے چہرہ اٹھایا تو بھوری آنکھوں میں چمک تھی،اس کی آنکھوں کا رنگ وہی تھا جو نیچے بیٹھی لڑکی کے بالوں کا۔

"اوو"اس کے لب گول ہوئے "تو آج خاکسار کے غریب خانے کو اکیتین کی شہزادی نے شرف بخشا ہے"بھاری لہجے میں شوخی تھی،اس نے وہیں سے چھلانگ لگانی چاہی کہ پہرے دار نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

"وہ عورت ہے اندریو اور ہم عورت کا استعمال نہیں کرتے، یہ ہمارے اصول نہیں ہیں" اس نے جیسے بے بس سی تنبیہہ کی، وہ ضرورت کے تحت باپ کے استعمال کے بھی گریز نہ کرنے والا شخص تھا۔

اس کی کشادہ پیشانی پہ بل پڑے، بھوری آنکھوں میں دنیا جہان کی خفگی سمٹ آئی

"اندریو عورت کا استعمال نہیں کرتا مگر خوبصورت عورت کی تعریف ضرور کرتا ہے، اب تعریف کرنا استعمال کرنے کے مترادف تھوڑی ہوتا ہے" بھنویں اچکا کر اس نے اطلاع دی اور بازو چھڑواتے مینڈر پہ چڑھ گیا، پھر بے دار قدرے ناگواری سے بڑبڑاتے واپس اسی سمت ہو لیا جہاں سے آیا تھا۔

کیتھرین نے اپنی روشن آنکھوں سے اطراف کا جائزہ لیا، تھوڑے فاصلے پہ ریوار کے وسط میں خوبصورت سا پردہ لگا تھا جس کو وقفے وقفے سے کھانے کی طشتریاں اٹھائے نوجوان پار کر رہے تھے، شاید روسری طرف باورچی خانہ تھا اور اسی دیوار کے مخالف سمت لکڑی کی بڑی سی الماری تھی جس کے بہت سارے خانے بنے سے جن میں طرح طرح کے شیشے کی

Clubb of Quality Content

بوتلیں رکھی تھیں جو رنگ برنگے محلول سے بھری ہوئی تھیں،وہاں دو نوجوان کھڑے ان کا محلول خوبصورت سی پیتل کی صراحیوں میں منتقل کر رہے تھے۔

"آپ کیا لینا چاہیں گی"اس کے مرتکز کو کم عمر لڑکے کی آواز نے توڑا جو ان کی میز کے سامنے کھڑا مؤدب سا پوچھ رہا تھا۔

"جو یہاں کی سب سے عمدہ سوغات ہے وہ لاؤ" کیتھرین نے حکم دیا تو وہ سر ہلاتے رسمی مسکراہٹ لیے پلٹا۔

"رکو"اولیویا نے عجلت سے اسے روکا،وہ واپس مڑا ،کیتھرین نے اچنبھے سے اولیویا کی جانب دیکھا۔

"شراب میں نہیں بلکہ کھانے میں جو عمدہ ہو وہ لانا"لڑکا سر ہلاتے پلٹ گیا۔

"ایکیتین میں اگر آپ "عمدہ سوغات"لفظ استعمال کریں گی تو آپ کے سامنے شراب ہی پیش کی جائے گی"اولیویا نے رسان سے اسے بتایا کہ یک دم چرچراہٹ کی تیز آواز آئی، دونوں نے بے ساختہ گردن دائیں سمت کو اوپر اٹھائی،سرائے میں یک دم شور بلند ہوا،

Clubb of Quality Content!

اطراف کے سارے لوگ اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کر نارے لگانے لگے، سرائے میں جتنی عورتیں تھیں سب کی خوشی قابلِ دید تھی۔ وہ لمبا سا مرد فانوس کے اوپر نیچے ہوتے خطرناک قلابازیاں کھا رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اوپر جا کر ہاتھ چھوڑ دیے اور مہارت سے گول گول گھومتا زمین پہ اترا، سر پہ سرخ رومال باندھے اس کے بھورے مائل بال گردن کو چھو رہے تھے، کپڑے چھاڑتے وہ مسکرایا اور سرائے اس کے نام کی پکار سے گونج اٹھا۔

"اندریو"

"اندریو"

"اندریو"

وہ لمبا چوڑا بھوری آنکھوں والا مرد اس سرائے کا مالک تھا، وہ ایکیتین میں سب کا پسندیدہ مرد تھا، وہ ایکیتین کی سب سے عمدہ شراب بناتا تھا اور وہی ایکیتین کو دل فریب داستانیں سناتا تھا، کچھ مکمل اور کچھ ادھورے عشق کی داستانیں، وہ ایک جست میں چھلانگ لگا کر پاس رکھی خالی میز پہ چڑھ گیا مجمع خاموش ہو گیا، قندیلیں رک گئیں دیواریں جیسے کچھ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سننے کے لیے جھک آئیں، یقیناوہ کچھ سنانے والے تھا، یہ اس کا انداز تھا داستان کے آغاز کرنے کا، تھوڑے فاصلے پہ بیٹھی لڑکیاں یک ٹک خاموش مجسمہ بنی اس خاص وعام سے مرد کو دیکھ رہی تھیں، چہرہ واجبی تھا، نقوش بھی عام تھے پھر وہ آنکھوں کو اس قدر کیوں بھارہا تھا کہ نظر ہٹنے سے انکاری تھی، اندریو نے نظر گھمائی اور دونوں بھوری آنکھیں ہم رنگ ہوئیں۔

"وہ موسمِ بہار کا آغاز تھا جب ہر شے پہ رنگ بکھرا ہوا، تازہ دھوپ کی نرم شعاؤں نے ماحول کو راحت بخشی ہوئی تھی ایسے میں جنگل انتہائی دلکش منظر پیش کر رہا تھا، سب کچھ اپنے اندر کامل تھا، ہر رنگ مکمل تھا کہ اچانک میرے قدم چلتے چلتے رک گئے، مجھے اس کی موجودگی محسوس ہوئی" اس نے وقفہ لیا اور سب کے چہرے دیکھے ہر چہرے پہ مسرت تھی وہ بھی نرم اور دھیما سا مسکرا کر میز پہ ٹانگیں لٹکائے بیٹھ گیا۔

"ہاں ہاں وہی، جو تم سب سوچ رہے ہو بلکل ہو ہی" کہتے ساتھ ہی وہ ہلکا سا ہنسا، ہجوم نے شراب سے بھرے گلاس ہوا میں بلند کیے یعنی یہ انہیں لطف دے رہا ہے۔

"ہم دونوں میں نظروں کا تبادلہ ہوا اور پھر "ایکیتین کے سرائے میں جسٹن اندریو اپنی داستان کا آغاز کر چکا تھا اور سرائے میں موجود ہر نفس اس کی داستان کی دلکشی میں گم ہو رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

قرطبہ

سر پہ اوڑھے سفید کپڑے کو مقامی انداز میں چہرے کے گرد اس طرح لپیٹا ہوا تھا کہ اس کی سیاہ آنکھیں بھلی معلوم ہو رہی تھی، وہ ایک اصطبل نما چھوٹا سا اکھاڑا تھا جس میں دونوں گھوڑے ایک ساتھ ساتھ داخل ہوئے تھے۔

"یہ کون سی جگہ ہے استاد "لباس کو سمیٹتے وہ ملکہ سے اتری اور تجسس سے اطراف میں نگاہیں گھماتے استفسار کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہُرمز نے ملکہ کی لگام تھام کر اسے تختے کے گرد باندھا "میرا گھر" وہی یک لفظی جواب دینے کی عادت۔

"اوہ" اس کے لب گول ہوئے، دلچسپی بڑھ گئی، تو کیا استاد مجھے یہاں اپنا گھر دیکھانے لائے ہیں۔

ہُرمز نے دونوں گھوڑوں کو باندھا اور قدم قدم چلتا زلیخا کے سامنے آیا، سنجیدہ سنہری آنکھیں اسی پہ جمی تھی، زلیخا کو اس کا انداز غیر معمولی لگا مگر وہ پیچھے نہیں ہٹی کہ اچانک ہُرمز نے اپنا خنجر نکالا اور اس کی شہ رگ پہ رکھ دیا، وہ کوئی اقدام کرتی اگر اسے اس چیز کی توقع ہوتی۔

"استاد" اس کی سیاہ آنکھیں شاکی تھی، ساکن وجود کے ساتھ وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

"شہزادی" سرد اور ٹھہری ہوئی تنبیہہ، مطلب صاف تھا وہ کوئی جھوٹ نہیں سننا چاہتا۔

زلیخا نے بہت دشواری سے اپنے اندر کے امڈتے تحیر پہ قابو پایا، ایک گلٹی اس کی گردن میں ابھر کے معدوم ہوئی، وہ ہُرمز کی آنکھوں میں تیرتے سوال کو سمجھ چکی تھی۔

Clubb of Quality Content

"استاد میں"

"آپ میرا استعمال کرنا چاہتی ہیں" ہُرمز نے برہمی سے اس کی بات کاٹی اور دبی دبی سرگوشی میں الفاظ کو توڑ توڑ کر ادا کیا، اس کی آنکھوں میں خاص قسم کا تاثر تھا جیسے وہ پریقین ہو۔

"ہاں" زلیخا نے اپنے اعصاب کو پرسکون کیا اور بغیر کسی تردید کے سر اثبات میں ہلایا "جی استاد" اس کی مسکراہٹ جاندار تھی۔

"کیوں" ہُرمز کی آنکھیں نہیں بدلیں وہ وہی تھیں جیسے زلیخا کے جواب دینے سے پہلے۔

"استاد! آپ مقروض ہیں میرے، کیا میں اس سلوک کی مستحق ہوں" اس نے آنکھوں کو جنبش دی، اشارہ خنجر کی طرف تھا جو ابھی تک اس کی شہ رگ پہ دھرا تھا۔

"کیا مجھے استعمال کرنے کے بعد آپ کا قرض اتر جائے گا" سنہری آنکھوں میں طیش اور ناگواری کا تاثر تھا، معمول کے برعکس لہجے میں غراہٹ تھی، اس نے خنجر کا دباؤ بڑھایا، وہ بے اختیار پیچھے کو ہوئی اور اس سے پہلے کہ تختے سے ٹکراتی اس نے ہُرمز کا بازو تھام

لیا، ہُر مز نے چونک کر اپنے کسرتی بازو پہ وہ نسوانی لمس محسوس کیا، خنجر پہ گرفت ڈھیلی پڑ گئی، سنہری آنکھوں کا ہر تاثر کہیں گم ہو گیا، اس لمحے وہ ایسے ہی ساکن اور غیر متحرک کھڑا رہا پھر اس نے زلیخا کے ہاتھ کو اپنے بازو سے ہٹتے دیکھا۔

"بلکل اس کے بعد آپ میرے مقروض نہیں رہیں گے" ہُر مز نے اس کے چہرے پہ واحد نظر آتی سیاہ آنکھوں کو دیکھا، وہ یقین دہانی کروا رہی تھی، ان چند لمحوں کی ہی تو بات تھی پھر ہر لمس، ہر احساس، ہر تاثر سب کچھ اپنی جگہ پہ واپس آ گیا سوئے اس خنجر والے ہاتھ کے جسے وہ بے دیہانی میں نیچے گرا چکا تھا۔

اس نے سنہری آنکھیں سکیڑی اور سمجھنے والے انداز میں ایک قدم پیچھے ہوا "اور یقینا آپ اس قرض کی قیمت بھی طے کر چکی ہو نگی" یعنی وہ قیمت ادا کرنے کے لیے تیار تھا۔

زلیخا نے آنکھیں میچتے گہرا سانس اپنے اندر اتارا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ قیمت ادا کرتا لیکن پھر وہ اس کا مقروض تو نہ رہتا، قیمت ادا ہو جاتی، قرض اتر جاتا اور وہ اپنی زندگی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کے اس شخص کھو دیتی جس کی وہ محسن تھی،اس کے پاس اپنی عنایت جتانے کا اختیار نہ رہتا لیکن اسے ابراہیم بننا تھا قربانی دینی تھی قربان ہونا نہیں سیکھا تھا،اس نے لب کھولے۔

"واللہ ہُرمز اب اگر تم نہ آتے تو میں نے پورے شہر میں خبر پھیلا دینی تھی کہ ہمارا ہونہار سالار اغوا ہو گیا ہے شہزادی کے ہاتھوں"

دونوں نے بیک وقت چونک کر آواز کی سمت دیکھا،وہ عباس تھا جو کاندھے کے خاکی رنگ کا تھیلا لٹکائے آ رہا تھا اور نظریں ہاتھوں میں موجود کاغذات پہ تھیں۔

"تم محل کس وجہ سے جاتے ہو اگر یہ خبر "نظر سامنے اٹھی،الفاظ وہیں دم توڑ گئے،آنکھوں میں شدید استعجاب در آیا،حیرت کی بات یہ نہیں تھی کہ اس نے لڑکی دیکھی تھی بلکہ تعجب کی بات یہ تھی کہ اس نے لڑکی ہُرمز کے گھر میں اُس کے ساتھ کھڑی دیکھی تھی۔

وہ اسی حیرت میں گِھرا چند قدم نزدیک آیا"یہ۔۔۔۔۔؟"سوالیہ نگاہوں سے ہُرمز کو دیکھا۔

"شہزادی"اس نے صرف اتنا ہی تعارف کروانا ضروری سمجھا۔

عباس کا دماغ بھک سے اڑا، یہ اسے ہُرمز کی جانب سے ملنے والا دوسرا جھٹکا تھا" واللہ ہُرمز اب یہ مت کہنا کہ تم اغوا کر کے لائے ہو" ہاتھوں میں تھامی دستاوزات گر گئیں، اس نے حواس باختہ ہوتے اطراف میں نظر گھمائی۔

ہُرمز نے لاپرواہی سے شانے اچھکائے "اپنی مرضی سے آئی ہیں" کہتے وہ لکڑی کے اس دروازے کی جانب بڑھا جو گھر کے صحن کی جانب کھلتا تھا۔

"شاید مجھے کسی نے سواری کی دعوت دی تھی" وہ مزید خاموش نہ رہ سکی اور اونچی آواز میں جتایا۔

دروازے کی چٹخنی کھولتے اس نے ہلکا سا رخ موڑا لمبے بال پیچھے نفاست سے بندھے ہوئے تھے مگر چند لٹیں آنکھوں کے سامنے جھول رہی تھیں" ظاہر ہے ملکہ نے دی تھی" نرم لہجے میں بے نیاز جواب۔

وہ اندر تک جل گئی اور یہیں سے واپس جانے کا ارادہ کیا اور وہ اس سوچ کو عملی جامہ بھی پہناتی کہ عباس کی آواز ابھری۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

"شہزادی !وہ تھوڑا بے مروت ہے مگر آدابِ میزبانی آتے ہیں اسے، آپ اندر تشریف لے آئیں"عباس نے اس دروزے کے سمت اشارہ کیا۔

"تھوڑا بے مروت"کلس کر سوچتے وہ اس دروازے کی جانب بڑھی جہاں سے وہ تھوڑا بے مروت شخص اندر گیا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی سفید چغہ اتار کر ایک طرف رکھتے کئی فٹ چوڑے لکڑی کے چبوترے پہ لباس پھیلا کر بیٹھی زلیخا نے گردن گھما کر اس جانب دیکھا جہاں اس کے دونوں میزبان اس سے کچھ فاصلے پہ اس کی جانب پیٹھ کیے کھڑے تھے۔

"عبداللہ نے کہا تھا کہ یہ لا سکتی ہیں، تمہیں کیا لگتا ہے یہ مان جائیں گی"عباس نے سرگوشی کی۔

"امید تو ہے کہ مان جائیں"سرخ رنگ کے شربت کو چینی کے نفیس سفید پیالے میں انڈیلتے اس جواب دیا اور پیالوں والی طشتری اٹھا کر مڑا۔

"چلو پھر دیکھتے ہیں"عباس بھی پیچھے ہی ہولیا۔

ہُرمز کو اپنی جانب آتے دیکھ وہ لباس کو سمیٹ اور سمبھل کے بیٹھی، ہُرمز نے سفید پیالے میں تیرتا شربت اس کی جانب بڑھایا۔

ہاہ، وہ اتنا بھی بے مروت نہیں تھا آدابِ میزبانی آتے تھے اسے "شکریہ" کہتے اس نے وہ پیالہ تھام لیا مگر ہونٹوں سے نہیں لگایا۔

گلہ کھنگارتے عباس نے تمہید باندھی "ہمیں ایک بہت گھمبیر مسئلہ درپیش ہے اور اس کے حل کے لیے ہمیں "رک کر ایک نظر ہُرمز کو دیکھا" آپ کی مدد درکار ہے شہزادی"

"کیسا مسئلہ "زلیخا نے سوالیہ نظروں سے پہلے عباس پھر ہُرمز کو دیکھا، وہ اٹھا اور ایک طرف بنے لکڑی کے زینے چڑھتا گم ہو گیا۔

"عبداللہ نے ہمیں کہا تھا کہ یہ کام صرف آپ ہی کر سکتی ہیں "عباس نے اضافہ کیا۔

وہ چونک گئی "عبداللہ نے کہا تھا" یہ نام اس کے لیے نیا نہیں تھا، اس نام سے اور اس شخص سے زلیخا کا بہت گہرا تعلق تھا۔

Clubb of Quality Content

"ہمیں محل سے کچھ نقشے درکار ہیں" وہ زینے اترتا واپس آیا اور جھک کر ہاتھوں میں تھامی دستاوزات زلیخا اور عباس کے درمیان میں رکھیں۔

"اور وہ نقشے کسی عام نوعیت کے تو نہیں ہونگے" اس نے براہراست ہُرمز کی آنکھوں میں دیکھا، وہ اس کی نظروں کو نظرانداز کرتا شربت کے گھونٹ حلق میں اتارنے لگا۔

"یہ ریاست اور یہودیوں کے درمیان ہوئے شراب کے تجارتی معاہدوں کی نقلیں ہیں جن کے قافلے اگلے چند دنوں میں اندلس پہنچ جائیں گے" عباس نے بات کا آغاز کرتے ایک نقل کھولی اور اسے پھیلا کر رکھا۔

اس کا دل دھک رہ گیا "شراب کی تجارت" اس کے دماغ میں پہلا دھماکہ ہوا، آنکھوں کا رنگ بدلا، اسلامی ریاست میں شراب کی تجارت، کیا یہ قیامت کی نشانی نہیں تھی۔

"ان معاہدوں کے مطابق یہ تجارت صرف اندلس کے یہودیوں کے درمیان رہے گی اور یہاں سے قریبی غیر مسلم شہروں میں ہوگی مگر اس تجارت کا اصل مقصد مسلمانوں کے درمیان شراب کا فروغ ہے، وہ اسے صرف اپنے درمیان نہیں رکھیں گے بلکہ اندلس میں

عام کر دیں گے،یہودی کسی بھی ریاست کے جغرافیائی خطے پہ قبضہ کرنے سے پہلے ان کی تہذیب اور ان کے مذہبی تصورات پہ قبضہ کرتے ہیں اور اس قبضے میں کے لیے یہ شراب کی تجارت ان کی پہلی پیش قدمی ہے"اسے اس لمحے سمجھ نہ آیا کہ وہ کس قسم کے تاثرات کا اظہار کرے،عباس اسے اور بھی بہت کچھ بتا رہا تھا،سن دماغ کے ساتھ اس نے ایک نقل اٹھا کر آنکھوں کے سامنے کی،نقل پہ موجود مہر اس کے باپ کی تھی،معاہدے کی مدت، محصول اور تمام تر شقیں درج تھی۔

"اندلس میں شراب کی تجارت۔۔۔کیسے ہو سکتی ہے"وہ میکانی انداز میں بولی پھر یک دم اٹھ کھڑی ہوئی،اسے واپس جانا تھا اور یہ سوال اپنے باپ سے کرنا تھا۔

"گستاخی معاف شہزادی مگر"عباس نے ہلکی سی نگاہ اٹھا کر اعتراض کیا۔

"مگر کیا"وہ ٹھہر گئی اسے اس عباس کے چہرے پہ جھلکتے اضطراب کی وجہ سمجھ نہ آئی،اس نے باری باری دونوں کے چہرے دیکھے،عباس اور ہُرمز میں نظروں کا تبالہ ہوا اور پھر اس نے ہُرمز کو نیچے پڑی تمام دستاوزات اٹھاتے دیکھا۔

"اس شراب کو قریبی شہر سے بحفاظت اندلس تک پہنچانے کی زمہ داری میری ہے" معاہدوں کو ان کی جگہ رکھتے اس نے اطلاع دی۔

اس کے لب ادھ کھلے رہ گئے، کیا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے یا شاید نہیں اس نے یہی کہا ہے۔

"کیا۔۔۔ مطلب آپ کی اس بات کا، میں اسے کیا سمجھوں استاد" اسے یقین نہ آیا، یہ دھماکہ سب سے بڑا تھا، چبوترے سے اترتی وہ اس تک پہنچی جو دستاوزات کو ان کی جگہ رکھ رہا تھا۔

ہُرمز پرسکون سا اس کی جانب پلٹا "میں ریاست کا سپہ سالار ہوں، یہ فریضہ مجھے ریاست کی طرف سے ملا ہے اور میں اپنی زمہ داری سے منکر نہیں ہو سکتا شہزادی" اس نے نرم مگر پختہ لہجے میں باور کروایا اور یہی بختگی شہزادی کے لیے آخری حد ثابت ہوئی، اس کا باپ جس نے اس معاہدے پہ مہر لگائی تھی اسے اس لمحے اس پہ اتنا طیش نہ آیا جتنا سامنے کھڑے سپہ سالار پہ آرہا تھا، اس کی سیاہ آنکھوں میں شرارے پھوٹ پڑے۔

"اگر آپ ریاست کے سپہ سلار ہیں تو یہ عہدہ آپ کو مبارک ہو،اگر آپ اپنی زمہ داری سے منکر نہیں ہوسکتے تو مت ہوں،اگر آپ اس شراب کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو شوق سے کریں" بھینچی ہوئی مٹھی سے اس نے ہُرمز کے سینے پہ دستک دی اور چبا چبا کر بولی

"لیکن" بھینچی ہوئی مٹھی نیچے گر گئی،وہ چند قدم پیچھے ہٹی۔

"شہزادی"ہُرمز نے اسے روکنا چاہا،اسے کچھ کہنا تھا۔

"لیکن یہ یاد رکھیں کہ میں یہودیوں کے اس فتنے کو یہاں کے بازاروں تک نہیں پہنچنے دوں گی پھر چاہے اس کی حفاظت آپ کریں یا آپ کا سلطان بذاتِ خود"غرا کر کہتے وہ تیزی سے چبوترے پہ چڑھی اور جھک کر اپنا چغہ اٹھایا،اسے یہاں سے جانا تھا اب اسے اس گھر میں ایک لمحہ نہیں رکنا تھا،دروازے کی سمت بڑھتے اس کے پاؤں نے کسی چیز کو زور دار ٹھوکر ماری شاید کچھ ٹوٹا تھا اسی دوران عباس نے اسے روکنا چاہا مگر وہ مڑ کر دیکھنے والوں میں نہ تھی۔

"وہ محل پہنچیں اس سے پہلے میرا پیغام پہنچنا چاہیے" حق دحق کھڑے عباس نے دروازے سے نظریں ہٹا کر پہلے ہُرمز کا چہرہ دیکھا جس کی سنہری آنکھیں اسی دروازے پہ جمی تھی جہاں سے وہ گئی تھی پھر نظریں گھمائی اور فرش کو دیکھا، اسے ہُرمز کے لیے افسوس ہوا۔

"میں پہنچاتا ہوں" وہ اثبات میں سر ہلاتے نکل گیا۔

ہر طرف خاموشی چھا گئی، منہ زور طوفان تھم گیا مگر اپنے اثار وہیں چھوڑ گیا، ہُرمز چلتا ہوا آیا اور چبوترے کے پاس زمین پہ جھکا، سرخ رنگ سنگِ مرمر پہ دور تک پھیلا ہوا تھا اور چینی کا سفید پیالہ دو حصوں میں تقسیم تھا۔

"یہ قرطبہ کے سب سے بہترین کُمہار نے بنایا تھا" اسے افسوس ہوا کہ اِس نے یہ پیالہ اُس انسان کے سامنے کیوں رکھا جو دماغ کا استعمال کیے بغیر ردِ عمل دے کر ہر بار اس کا نقصان کرتی تھی۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆

"آپ نے مجھے یاد کیا تھا شہزادی "چال میں بھرپور نزاکت سموئے پُر حدت خواب گاہ کے پہلے حصے میں داخل ہوتے رستم کاکا تعظیم میں جھکا۔

مسہری پہ بیٹھی نور افروز نے سرد مسکراہٹ سے اسے دیکھا، آتش دان میں بھڑکتی آگ کا سنہرا عکس ان کی سیاہ آنکھوں میں چمک رہ تھا "جی رستم کاکا آپ وہاں کیوں کھڑے ہیں نزدیک آئیے "سرد لہجے میں کہتے انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا، وہ ایسی ہی تھیں نرم مگر سرد۔

رستم نے کنکھیوں سے شہزادی کا چہرہ جانچا، ان کا انداز لب و لہجہ دونوں معمول کے برخلاف تھے "حکم کریں شہزادی "وہ سر جھکائے حکم کا منتظر تھا، یہاں اسے یہی کرنا تھا، اس

مقام پہ اسے اتنی اجازت نہیں تھی کہ آنکھیں اٹھا کر سامنے بیٹھی شہزادی کو ایک نظر بھی دیکھ لیتا۔

نور افروز مسہری سے اٹھی اور رستم کا کا کے گرد گھومی "میرا حکم آپ سے برداشت نہیں ہو گا رستم کا کا تو فلحال اسے رہنے دیتے ہیں" ان کا چہرہ پر سکون اور الفاظ ٹھنڈے ٹھار تھے۔

"کیا مجھ سے کوئی خطا" اس نے کچھ کہنا چاہا مگر نور افروز نے ہاتھ اٹھا کر منع کر دیا۔

"موسم سرد ہے رستم کا کا اور سرد موسم سفاک ہوتا ہے، یہ ہر مادے میں جمود بھر دیتا ہے اور وہ جمود ہر گزرتے دن کے ساتھ گہرا اور سخت ہو جاتا ہے مگر اس جمود کی ایک خاصیت یہ ہے سرد موسم گزرتے ہی یہ پگھل جاتا ہے لیکن جو جمود دلوں میں بھرا جائے وہ کسی موسم میں نہیں پگھلتا بلکہ وہ دوسرے دلوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، کیا آپ میرے خاندان والوں کے دلوں میں بھی وہی جمود بھر رہے ہیں" سرگوشی کی صورت کہتے ان کی بے تاثر نگاہیں اسی پہ جمی تھی، رستم اب کے کچھ نہ بولا۔

"میری خطاؤں کو معاف کر دیں شہزادی" وہ کہنا چاہتا تھا مگر لب خاموش رہے۔

"آج سے ستائیس سال پہلے یہی موسم تھا جب آپ اس محل میں آئے تھے تب یہاں کی ملکہ میری ماں تھی، کیا آپ کو یاد ہے کہ آپ کہاں سے آئے تھے، کس حال میں آئے تھے اور میری ماں نے آپ کو کیا مقام دیا تھا" انہوں نے رستم کے جھکے سر کو دیکھتے سوال کیا۔

رستم نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کی اسے یاد تھا، اسے سب یاد تھا کہ وہ کہاں سے آیا تھا، کیوں آیا تھا اور کس حال میں آیا تھا" مجھے یاد ہے شہزادی کہ میں کہاں سے آیا تھا اور ملکہ نے مجھے کیا مقام دیا تھا، اللہ انہیں اس احسان کا اجر دے"

"تو یہ بات آپ کو اس محل میں رہتے ہر لمحہ یاد رکھنی چاہیے رستم کاکا کہیں ایسا نہ ہو کے اگلے ستائیس دنوں میں آپ دوبارہ اسی جہنم میں پہنچ جائیں" سرد اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں تنبیہہ کرتی وہ غرائیں، رستم نے اب بھی سر نہ اٹھایا، وہ ایسے ہی سنتا رہا تھا۔

"میں ۔۔۔ آئندہ اپنی حدود کو تجاوز نہیں کروں گا شہزادی" اس کی جھکی ہوئی آنکھوں میں کرب در آیا، دل شکست سے بھر چکا تھا۔

نورافروز سیدھی ہوئی اور اثبات میں سر ہلایا" مجھے بھی آپ سے یہی توقع ہے رستم کاکا کہ آئندہ آپ اپنے کان دروازوں کے پاس چھوڑ کر نہیں بلکہ ساتھ لے کر جائیں گے" کہتے انہوں نے ہاتھ سے جانے کا شارہ دیا، رستم نے ایک لمحے کو آنکھیں اٹھائیں صرف ایک لمحے کو مگر پھر ایک انجانے خوف سے، دل میں پوشیدہ راز افشاں ہو جانے کے ڈر سے دوبارہ پلکیں گرادیں اور تعظیم میں جھکتا پلٹ آیا۔

جب انسان کے دل و دماغ میں بیک وقت کئی سوچیں ایک ساتھ حملہ آور ہوں تو نتیجے میں اس انسان کے جسمانی اضلات لاشعوری طور پہ وہی سب کرتے ہیں جو ان کی حقیقت ہوتی ہے، انسان اپنا ثانوی کردار بھول کر اصل میں داخل ہو جاتا ہے اور ہر طرح کی اداکاری کو فراموش کرتا سچائی ظاہر کرنا شروع ہو جاتا ہے، ایسے حالات میں کئی انسان بہت جلد اپنے دماغ پہ قابو پالیتے ہیں جبکہ بہت سے لوگ اپنی سوچوں میں جکڑے چلے جاتے، انہیں لوگوں میں وہ بھی شامل تھا جس کی چال نورافروز کی خواب گاہ سے نکلتے مکمل

طور پہ مردانہ تھی مگر باورچی خانے تک پہنچتے وہ ایک بار پھر پورے اہتمام سے اپنے ثانوی کردار میں داخل ہو چکا تھا۔

شاہی باورچی خانہ اس وقت خالی تھا اور دونوں دروازوں کے آگے بھاری پردے گرے ہوئے تھے تمام کینزیں اور خادمائیں حرم کی طرف تھی،وہ گہری سوچ کے زیر اثر چلتا ہوا آیا اور کوئلوں کی دھکتی انگیٹھی کے پاس پیٹھا۔

ایک طرف چھوٹی سی تپائی پہ بیٹھی چاولوں کے غلے کی صفائی کرتے لوٗلوٗ خاتون نے نگاہ اٹھا کر اس کی غائب دماغی کو محسوس کیا"میں تمہاری شکل دیکھ کر ندازہ لگا سکتی ہوں کہ تم کہاں سے آرہے ہو"صاف چاولوں کو ایک طرف کرتے انہوں نے تبصرہ کیا۔

ان کی بات کو نظر انداز کرتے اس نے صراحی سے پانی نکالا اور پیالہ چہرے کے نزدیک کرتے گھونٹ بھرا،اس کا کوئی ارادہ نہیں اس وقت کسی کے منہ لگنے کا۔

"تم اُنہی کی خواب گاہ سے آرہے ہو نا جن کا عشق تمہیں ستائیس سال پہلے یہاں لایا تھا "ایک اور تبصرہ۔

رستم کا دل دھک رہ گیا، یہ الفاظ تھے یا تیز دھار برچھی کی ضرب وہ اندازہ نہ کر سکا، پیالہ تھامے ہاتھ وہیں خلا میں معلق رہ گیا، چہرے کا رنگ سفید پڑ گیا، اس میں اتنی سکت نہ رہی نظریں پھیر کر اس انسان کو دیکھ سکے جس نے یہ بات کی تھی۔ لؤلؤ خاتون نے مسکرا کر اس کی بدلی حالت سے حظ اٹھایا۔

"مجھے الف لیلہ کی داستانیں صرف داستانیں ہی لگتی اگر میں کبھی تمہیں نہ دیکھتی رستم کاکا" ان کے تبصرے بدستور جاری تھے اور ہر تبصرے پہ رستم کا کا رنگ فق ہو رہا تھا" لیکن یہ یقین کرنا کہ کوئی کسی کی محبت میں، صرف اسے دیکھنے کے لیے اسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنے لے لیے اپنی زندگی کی ستائیس سال خواجہ سرا بن کے گزار سکتا ہے، چچ چچ" انہیں جیسے اس کی عقل پہ افسوس ہوا "معاف کرنا میں نے تمہیں نفس پرست کہا تھا مگر کیا تمہیں تمہارا ضمیر ملامت نہیں کرتا کہ تم خود کو اور شہزادی کو اتنے سالوں سے دھوکہ دیتے آ رہے ہوں"

"لؤلؤ خاتون" رستم کی پست آواز بہت دشواری کے بعد نکل سکی۔

لؤلؤ خاتون تمسخرانہ مسکرائیں "مثالی ہے تمہاری محبت رستم" آواز قدرے بلند تھی، رستم حواس باختہ ہوتے دروازے کی جانب دیکھا اور لباس سے پوٹلی نکالتے لؤلؤ خاتون کے سامنے کی۔

"اپنی زبان بند رکھیں خاتون اگر آپ یہ کھلی تو قیامت سے پہلے محل میں قیامت ہو گی" دبے ابے الفاظ میں اس نے تنبیہ کی۔

لؤلؤ خاتون نے پھرتی سے پوٹلی چھپٹی "اُنہوں قیامت کس کو اچھی لگتی ہے رستم کا کا "پوٹلی لباس میں دبائے وہ ایک طرف ہو گئی، موقع پاتے ہی رستم نے ایک لمحہ نہ لگایا باورچی خانے سے نکلنے میں۔

"واہ الٰھی تیری شان "لباس کی جیب میں پوٹلی تھپتھپاتے وہ چاولوں کے غلے کے پاس بیٹھی "کیا ہی خوب ہو اگر یہ سب اسی طرح چلتا رہے "انہیں سوچ کے ہی مزاہ آیا اور یہ مزاہ دن بھر ان کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلاتا رہا جس کا نتیجہ ایک بار پھر وہی نکلا۔

"میں نے رستم کاکا کو باورچی خانے سے نکلتے دیکھا تھا" ایک کہہ رہی تھی اور باقی ساری پوری توجہ سے سماعت لگائے بیٹھی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆

یہ قمر کی اختتامی راتوں میں سے ایک رات تھی اور ابھی دوسرے پہر کا آغاز نہیں ہوا تھا، فلک اور سیاہی کو ایک ہوئے کئے لمحے بیت چکے تھے موسم صاف مگر ہوا بہت تیز تھی ایسے میں کہکشاؤں میں تیرتے سفید اور چمکدار موتی زیادہ روشن اور اجلے محسوس ہو رہے تھے، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور ارض پہ بکھری برف کی تہہ نے قرطبہ کو جنت کا منظر بخش دیا تھا، ہر طرف سکوت چھایا ہوا تھا سرد موسم کے باعث محل کے تمام کام جلد ہی تکمیل کو پہنچ گئے تھے اور ابھی دوسرے پہر کے آغاز سے پہلے ہی راہداریاں خاموش پڑ چکی تھیں۔

"دروازہ بند مت کرنا میں ابھی آتی ہوں" ایک زینہ اترتے وہ فوراواپس مڑی اور پہرے کو اطلاع دی جو دروازہ بند کرنے کو تھا۔

"جیسا آپ کہیں" پہرے دار نے حکم کی تعمیل کی دروازے کو کھلا ہی رہنے دیا۔

آج اس نے ہلکا فیروزی رنگ کا ریشمی لباس پہنا ہوا تھا اور ہم رنگ کپڑا چہرے کے گرد لپیٹا ہوا تھا، اتنے سرد موسم میں بھی وہ معمول کی طرح تھی۔ لباس کو دونوں پہلوؤں سے اٹھاتے وہ زینے اترتی چلی گئی، تہہ خانے کا درجہ حرارت باہر کے برعکس گرم تھا اس نے سنہری آنکھیں چاروں اطراف گھمائی سب کچھ ٹھیک تھا سب کچھ ویسا ہی تھا مگر فضا میں کسی دوسرے بشر کی موجودگی کا پتہ تھا وہ خوشبو تازہ نہیں تھی مگر اسے اندازہ ہو گیا کہ کوئی آیا تھا یہاں، سونے کے صندوقوں کو ایک نظر دیکھتے وہ مخالف سمت گئی جہاں دیواروں کے پاس الماریاں رکھی ہوئی تھی، ذنجیر سے لٹکتے بھاری سیاہ تالے پہ قفل لگا تھا، طلسی نے حجان آنکھیں سکیڑ کر تالے کو دیکھا پھر لباس سے ایک پوٹلی برامد کی جس میں سفید رنگ کا سفوف بھرا ہوا تھا، تھوڑا سا سفوف ہتھیلی میں بھرتے اس نے وہ تالے پہ چھڑک دیا، تالے کے ان

حصوں پہ سفوف چپک کر رہ گیا جہاں انسانی ہاتھ لگے تھے باقی کا سارا پھسلتا ہوا زمین پہ گر گیا ،اسے اپنی سست حکمتِ عملی پہ افسوس ہوا، جو چیز اسے مستقبل میں درکار تھی وہ نکالی جا چکی ہے، ٹھنڈا سانس بھرتے وہ تالا اور زمین صاف کرتی واپس پلٹی اور سونے کے صندوق کھولے۔

"یہ آخری بار ہے طلسی جتنا نکالنا ہے نکال لو" سرگوشی کرتے وہ یکے بعد دیگر کئی خالی پوٹلیاں بھرتی گئی۔

بغیر کوئی چاپ پیدا کیے اس کے قدم راہداری کے اختتام پہ آکر رک گئے، چہرے پہ رقم سنجیدگی کے متضاد سنہری آنکھوں میں فکرمندی کا تاثر تھا تہہ خانے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور پہرے دار کی نظریں اندر کی طرف تھی،اسے ندازہ تھا کہ اندر کیا ہو رہا ہے مگر وہ ہیں کھڑا تمام کاروائی ہوتی دیکھتا رہا۔

"اسے اچھے سے بند کر دینا اور جب تک تمہارا وقت ختم نہ "سونے سے بھری پوٹلیاں تھامے دروازہ عبور کرتی طلسی ٹھٹک گئی، الفاظ وہیں دم توڑ گئے، پہرے دار نے مڑ کر دیکھا تو دروازہ ایسے ہی چھوڑ کر سر جھکائے اندھا، گونگا، بہرا بن گیا۔

مشتعل چہرے کے ساتھ التمش آغا لمبے لمبے ڈگ بھرتا ان دونوں تک پہنچا اور درشتی سے پہرے دار کو حکم صدر کیا "دروازہ بند کرواور آئندہ تم مجھے تنہا پہرے پہ نظر نہ آؤ، اور تم" وہ طلسی کی جانب گھوما "انہیں رکھ کر فورا میرے پاس آؤ" اس کے ہاتھوں کی طرف اشارہ کرتے وہ بغیر پیچھے مڑے راہداری کی طرف بڑھ گیا، طلسی نے ایک نظر دروازہ بند کرتے پہرے دار پہ ڈالی پھر ہاتھ میں تھامی پوٹلی سے چند سونے کے سکے نکال کر اس نے پہرے دار کے سامنے کیے۔

"یہ آخری بار تھا سو رکھ لو" سکے تھماتی وہ اسی سمت بڑھ گئی جہاں سے التمش آغا مڑا تھا۔

انتہائی سخت سردی میں وہ برامدے کے ستون کے پاس ہاتھ پیچھے باندھے کھڑا تھا، قدموں کی آہٹ پہ اس نے دھیرے دھیرے سیاہ آسمان سے نگاہیں ہٹائیں اور اس

وجود کو دیکھا جو اس کے برابر ایستادہ تھا،دونوں کا قد برابر تھا،دونوں کی آنکھوں کا رنگ ایک تھا مگر ابھی وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں نہیں دیکھ رہے تھے۔

"یہ آخری بار تھا"وہ التمش کے لب کھولنے سے پہلے ہی گویا ہوئی۔

التمش نے ناگوری سے آنکھیں پھیریں" تمہیں واقعی لگتا ہے یہ آخری بار تھا،اُس کے خط پڑھو تو ایسا گمان ہوتا ہے جیسے اس سے زیادہ غریب اور مفلس شخص پوری کائنات میں نہیں ہے،اتنا بڑا شراب خانہ کھڑا کر لیا مگر سونے کی بھوک نہیں مٹی اُس کی" کہتے کہتے وہ اچانک رک گیا،اس کی سنہری آنکھوں نے دور کچھ دیکھا تھا" تمہیں اس معاملے میں احتیاط برتنی چاہیے،میں نہیں چاہتا کہ تم کسی کی نظروں میں آؤ اور وقت سے پہلے محل میں کوئی مسئلہ کھڑا ہو" آواز دھیمی ہو گئی مگر نظریں ہنوز اسی منظر پہ جمی تھیں۔

"ان کی نظریں ابھی اتنی تیز نہیں ہیں،وہ صرف وہی دیکھیں گی جو میں چاہوں گی"التمش نے چونک کر اسے دیکھا اس کی نظریں آسمان پہ جمی تھی مگر وہ جانتی تھی یہاں سے بہت فاصلے پہ احاطے کی مخالف سمت برامدے میں کوئی سایہ گزرا تھا۔

التمش ٹھنڈا سانس بھر کے رہ گیا، کسی اور کا پتہ نہیں مگر طلسی کی نظریں بہت تیز تھیں "کیا انہوں نے تم سے پوچھا تھا کہ تم مجھے جانتی ہو؟"

"ہوں" اس کی نظریں ہنوز آسمان پہ تھیں، آج کی رات اسے بہت کچھ ترتیب دینا تھا۔

"اور تم نے بتا دیا"

"ہاں" سوچ میں ڈوبی آواز۔

"اور ہمارے تعلق کے بارے میں" یہ سوال کرتے التمش کی آنکھیں مسکرائیں۔

"انہوں نے" وقفہ دیا" نہیں پوچھا" وہ جانتی تھی التمش کیا سننا چاہتا ہے۔

"اور اگر۔۔۔پوچھ لیا تو" اسی انداز میں کیا گیا ایک اور فضول سوال۔

"تو مجھے جھوٹ بولنا نہیں آتا" اس کے ہر سوال کا جواب دینا طلسی پہ فرض تھا۔

"ہاااہہ" التمش شدید بدمزہ ہوا" مجھے یقین ہے کہ تمہیں جھوٹ بولنا نہیں آتا اسی لیے تم شہزادی سے دور رہنا"

مخالف برامدے کا سایہ گم ہو گیا، طلسی نے نظریں آسمان سے ہٹائیں اور التمش کی جانب پلٹی"وہ چلی گئی ہیں اور اب مجھے بھی جانا ہے"

"تم شہزادی کے پاس نہیں جاؤ گی"وہ تیزی سے بولا، آنکھوں میں تنبیہہ تھی، حکم تھا۔

وہ جھکی اور سر تسلیم خم کیا،اس کا ہر حکم ماننا طلسی پہ فرض تھا"تم مجھے روک سکے ہو۔میں نہیں جاؤں گی شہزادی کے پاس لیکن"اس نے وقفہ لیا التمش کو لگا اس کی سنہری حجان آنکھیں مسکرائی ہیں"تم شہزادی کو نہیں روک سکتے،وہ جائیں گی ہُرمز کے پاس"سرگوشی کی صورت جتایا اور پلٹ کر چلی، سرد رات کی تنہائی میں التمش وہیں کھڑا رہ گیا۔

"ہُرمز توران" مٹھی بھینچتے وہ بے بسی سے بڑبڑایا اور وہاں سے ہٹ گیا،اُس سپہ سالار کے علاوہ اور بھی بہت کام تھے اس کے پاس کرنے کو۔

☆☆☆☆☆☆

جو خبر اسے محل پہنچ کر ملی تھی وہ اس کی دماغی کھولن میں اضافہ کرنے کے لیے کافی ثابت ہوئی تھی، پہلے پل تو اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ اس بات کا کیا ردِ عمل دے لیکن جب حواس جگہ پہ آئے تو وہ بہت ضبط کے ساتھ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

"آپ میرے علم میں لائے بغیر ایسا کیسے کر سکتی ہیں"اس نے خود کو ماں کے سامنے شدید بے بس محسوس کیا۔

انہوں نے نزدیک ہوتے زلیخا کے دونوں ہاتھ تھام لیے "قرطبہ کے لیے میں تمہارے جزبات کی قدر کرتی ہوں زلیخا مگر تمہاری آنکھیں صرف تخت کی ظاہری چمک اور کشش دیکھ سکتی ہیں، تمہیں ابھی ان ریاستوں کی سیاہی کا اندازہ نہیں ہے،یہ تخت و تاج بہت ظالم ہوتے ہیں،یہ دل کو پتھر اور جسم کو خاک بنا دیتے ہیں اور ایک ماں صرف اپنی اولاد کو خاک بننے سے بچا رہی ہے"انہوں نے پر امید نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا،زلیخا نے ان کے ہاتھ چھوڑ دیے اور ایک قدم پیچھے ہٹی۔

"میں اپنے ملک کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا رہی والدہ یہ بات اچھے سے سمجھ لیں" وہ نہایت تحمل سے گویا ہوئی۔

ملکہ کی آنکھوں کی جوت بجھ گئی چہرہ سپاٹ ہو گیا" ہم اس کا حل نکال لیں گے زلیخا تمہیں پریشان ہونے کی قطعاضرورت نہیں ہے اور اب تم یہ مشق جیسی فضولیات ترک کر کے خود پہ توجہ دو کیونکہ پرسوں میرے بھائی کا خاندان اندلس پہنچ جائے گا" نرمی سے اس کے کاندھے پہ تھپکی دیتی وہ آگے بڑھ گئی۔

"ہاہ۔۔۔پرسوں۔۔۔اتنی جلد" منتشر دماغ کے ساتھ وہ اپنی خواب گاہ میں داخل ہوئی اور سر پکڑے دائیں بائیں ٹہلنے لگی، سرد موسم کے بر خلاف اس کا دماغ ابلتا ہوا محسوس ہوا، پہلے شراب کی تجارت اور اب والدہ کے بھائی کا خاندان، آہ اس کے ماں باپ ہی کافی تھے اس کے لیے مشکلات کھڑی کرنے کو۔ ٹہلتے ٹہلتے وہ رک گئی دوسرے مسئلے کا حل آنکھوں کے سامنے تھا مگر اس پہ عمل کرنے کو ضمیر نے گوارا نہ کیا۔

"اوہ الٰھی"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شکن زدہ عصاب کے ساتھ وہ سنگھار میز کے سامنے بیٹھی اور سفید کپڑے کو پہلے چہرے سے ہٹایا پھر بال آزاد کیے، لمبے سیاہ بال موٹی موٹی لٹوں کر صورت بکھر گئے، بالوں کو چہرے سے پیچھے کرتے وہ کنگھا اٹھانے کے لیے جھکی، چہرے پہ اچنبھا ابھرا، اس کی نظروں نے دیکھا وہ تہہ کیا ہوا چھوٹا سا کاغذ تھا۔ تعجب میں گردن اٹھاتے اس نے پوری خواب گاہ میں نظر گھمائی، سب کچھ شانت اور ساکن تھا، سر سے اتارا ہو کپڑا ہاتھ پہ لپیٹ کر اس نے وہ کاغذ اٹھایا اور چہرے کے نزدیک کر سُونگھا، کاغذ کی مخصوص اور تازہ سیاہی کے علاوہ اسے کوئی مہک نہیں آئی یعنی وہ آلود نہیں تھا، دونوں ہاتھوں سے اس کی تہیں کھولتے ہی خط پہ کندہ الفاظ اس کے سامنے آگئے۔

"ہُر مزُ وہ ہوتا ہے جو اپنے عمل سے ہمیشہ دوسروں کو فائدہ سے مگر واللہ شہزادی! میرا معاوضہ گواہ ہے کہ آپ نے ہر بار میرا خسارہ ہی کیا ہے"

سیاہ آنکھوں میں شدید استعجاب امڈ آیا، اس کے چہرے کا رنگ بدلا اور پھر وہ گردن پیچھے پھینک ہنستی چلی گئی، کلفت زدہ خواب گاہ میں اس کی ہنسی کی آواز گونج اٹھی، ہنستے ہنستے اس

آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا "کیا اسے اپنے معاوضے سے اتنی محبت ہے" آنکھ کا کونا صاف کرتے اس نے سوچا اور خط پہ تفصیلی نگاہ ڈالی وہاں شراب ضائع کرنے کی ترتیب، درکار نقشوں کی معلومات اور آخر میں یہ جملہ درج تھا۔ خط کو ہاتھ میں لیے وہ اسی طرح چلتی ہوئی وسط میں رکھے پلنگ تک آئی، کسی بھی قسم کی واردات سے پہلے اسے اچھی اور لمبی نیند چاہیے تھی اور نیند بھی اسی کے انتظار میں تھی چند لمحے لگے اور وہ ہر چیز سے بے خبر تھی۔

اس کی آنکھ اس سرد ہوا کے لگنے سے کھلی جو بالکنی سے آ رہی تھی، رات ابھی گہری نہیں ہوئی تھی لحاف ایک طرف کرتے وہ پلنگ سے اتری اور بالکنی میں آئی، سرسراتی سرد ہوا اس کے سوئے ہوئے اعصاب کے لیے خوشگوار ثابت ہوئی، رات کی نیم تاریکی میں نظر گھماتے اسے دور دو ہیولے نظر آئے وہ چونکی، وہ دو وجود کون تھے اسے پہچاننے میں ایک لمحہ بھی نہ لگا۔

"آخر کون ہو تم التمش آغا! یہودی یا پھر۔۔۔۔ اسلام کا لبادہ اوڑھے یہودی"

سوچتے ہوئے وہ پلٹ آئی اور تکیے کے نیچے سے خط نکالا" تو یہودی محلے کے اندرونی نقشے چاہیے استاد کو"

وہی رات وہی مقام وہی ماحول، سب کچھ وہی تھا لیکن اگر کچھ بدلا تھا تو وہ تھا پہرے دار اور تہہ خانے میں جانے والا فرد۔ سیاہ چغے کی ٹوپی سر پہ گرائے وہ دروازے کے سامنے آیا، پہرے دار اسے دیکھتے ہی ایک طرف ہو گیا، نوادر نے ہاتھوں میں تھامی چابیوں میں سے ایک مخصوص چابی پہرے دار کے حوالے کی، چابی کی رنگت سفید تھی وہ نئی نقل تھی۔

"یہ کھل کیوں نہیں رہی" جھنجھلاہٹ بھری سرگوشی کرتے اس نے چابی لے لی" وقت برباد کر رہے ہو تم لاؤ مجھے دیکھاؤ "اس نے چابی تھامی اور قفل کے سراخ میں ڈالتے ہلکے ہاتھ سے گھمایا ٹھک کی آواز سے تالہ کھل کر لٹک گیا۔

" کتنا وقت ہے تمہارے پاس "اس نے پہرے دار سے استفسار کیا۔

"تیسرا پہر ختم ہوتے ہی میرا پہرا ابھی ختم ہو جائے گا جناب"

"ہمھوں۔۔۔ میرے اندر جاتے ہی تم دروازہ بند کر دینا جیسے ہی میرا کام ختم ہو میں اشارہ دوں گا، تب اس چابی سے تالہ کھول دینا" اس چابی اس کے حوالے کیا اور زینے اترتا چلا گیا پیچھے دروازہ بند ہو گیا تہہ خانے کی دیواروں نے ایک ہی رات میں یہ دوسرا شخص دیکھا۔

شاہی دربار کو جاتی یہ راہداری سنسان بڑی تھی اس حصے میں اگر کچھ خاص تھا تو وہ، وہ کمرہ تھا جس کے سامنے وہ کھڑی تھی، التمش آغا کے زیر استعمال کمرہ، سفید چغے کو تھوڑا اوپر کرتے اس نے پسینے سے تر ہاتھوں کو دیکھا پھر آنکھیں میچتے دروازے کی ہتھی پہ ہاتھ رکھ کر دھکہ دیا زرہ سی طاقت سے دروازہ کھلتا چلا گیا، زلیخا کی آنکھیں پھیل گئیں دروازے کھلا تھا اس پہ کوئی قفل نہ تھا، سانس برابر کرتی وہ آرام سے اندر ہوئی اور دروازہ بند کیا۔ کشادہ کمرہ انتہائی سفاست سے سجا تھا، کتابوں سے بھری دیواریں، میز، کرسیاں، مشعلیں سب کچھ ترتیب سے رکھا گیا، کہیں کوئی بد نظمی نہیں تھی، یہ التمش کا شاہی امور کے معاملات اور اپنے فرائض انجام دینے کا والا کمرہ تھا، وہ آگے بڑھی اور میز پہ رکھی چھوٹی سے صندوق کا

ڈھکن ہٹایا، اندر چابیوں کے ڈھیر سارے گچھے رکھے تھے اور ہر گچھے پہ نشانات درج تھا۔ اسے تہہ خانے کی چابی درکار تھی سو اس نے اسی کو ہاتھ لگایا تیزی سے اس نے چابی اچک لی، صندوق کا ڈھکن گرانے کے بعد وہ اسے طرح بغیر کوئی نشان چھوڑے کمرے سے نکل گئی۔

بہت کدو کاوش کے بعد وہ چمڑے کے نقشے اس کے ہاتھ لگے جنہیں اٹھائے وہ دیوار سے لگی مشعل کے روشنی کے عین نیچے آیا، زرد روشنی کے عکس میں نقشے کے نشانات واضح تھے اس نے یک بعد گئی نقشے پھیلائے اور ان کی نقل تیار کرنے کے لیے قلم اٹھایا کہ اچانک دروازے پہ آہٹ ہوئی ساتھ کسی کے بولنے کی آواز آئی، غور کرنے کے پہ اسے معلوم ہوا کہ تہہ خانے میں داخل ہونے پہ بحث ہو رہی ہے۔

"یہ پکڑو اور دروازہ کھولو" اس نے پہرے دار کو حکم صادر کیا۔

پہرے دار نے پہلے شہزادی کی شکل دیکھی پھر فق چہرے سے دروازے کو "التمش آغا کی اجازت نہیں ہے شہز" وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولا۔

"التمش آغا محل کے سلطان لگے ہیں کیا" بات کاٹتی وہ بھڑکی، پہرے دار کے چہرے کا رنگ اڑا جب زلیخا نے چابیاں اس کی جانب بڑھائیں "اگر تم چاہتے ہو کہ صبح کا سورج دیکھو تو یہ چابیاں پکڑو اور دروزہ کھولو" وہ واضح الفاظ میں گویا ہوئی، چارو ناچار پہرے دار نے مرے مرے ہاتھوں سے چابیاں پکڑیں اور قفل کھولا۔ وہی زرد روشنی چاروں اطراف پھیلی ہوئی تھی، آج کی رات وہ تیسرا وجود تھی جسے تہہ خانے کی خاموش دیواروں نے دیکھا تھا، زینے اترتے اس کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی، اندر سب کچھ ویسا تھا جیسا کئی سال پہلے تھا بس قطار میں رکھے سونے کے صندوقوں میں اضافہ ہوا تھا جنہیں نظر انداز کرتی وہ آگے بڑھ گئی ۔صندوقوں کے پیچھے لیٹے اس نے سر آگے کر کے منظر دیکھنا چاہا، سفید چغے میں چھپی پشت کو دیکھ کر وہ اندازہ نہ لگا سکا کے وہ کون ہے مگر اس نے دیکھا وہ وہیں آ کھڑی ہوئی ہے جہاں اس نے نقشے رکھے ہیں۔

الماری کا تالہ کھول کے الگ کرتے اس نے جیسے ہی پٹ وا کیے کچھ کاغذات لپک کر اس کے قدموں میں گرے جبکہ کچھ چمڑے کی فائلیں ایسے رکھی تھیں جیسے پھینکی گئی ہوں

،اس نے جھک کر کاغذات اٹھا کر دیکھے وہ اس کے کام کے نہیں تھے،صندوقوں کے پیچھے چھپا شخص بے چینی سے یہ ساری کاروائی ہوتے دیکھ رہا تھا۔ زلیخا نے انہیں واپس رکھا اور وہ فائلیں نکال لیں۔

یہ منظر دیکھتے اُس کا سانس تھم گیا" نہیں نہیں یہ نہیں "اِس لب بغیر آواز پیدا کیے ہلے۔

"یہ اتنی جلدی مل جائیں مجھے امید نہیں تھی "بڑبڑاتے ہوئے زلیخا نے انہیں چغے کے اندر چھپایا وہ وہی تھے جن کا ذکر خط میں کیا گیا،چغے کو چہرے پہ گراتی وہ پلٹی،صندوق کے پیچھے چھپا شخص بجلی کی تیزی سے نیچے جھکا،وہ اس کا چہرہ دیکھنے کا قاصر رہا تھا۔ جب وہ تہہ خانے سے نکل گئی تو وہ دبے پاؤں اٹھا اولماریوں تک گیا،وہ لے گئی کیا،وہ وہی لے گیا جو اسے محل سے غائب کرنا تھا۔

"آآآہہہہہ "طیش میں آتے اس کھینچ کے ٹانگ الماری پہ ماری "وہ لے گیا،وہ ہماری ساری معلومات لے گیا" مشتعل چہرے کے ساتھ وہ لمبے لمبے ڈک بھر تازینوں کی جانب بڑھا۔

"شہزادی" آواز پہ مجسمہ بن گئی،دروازہ بند کرنے کے لیے جو ہاتھ ہتھی پہ رکھا تھا وہ وہیں ساکت ہو گیا اور پھر لمحے کے ہزاروں حصے مین سمبھل گئی۔

التمش گھوم کر اس کے سامنے آیا اور بغور اس کے چہرے کے تاثرات کو جانچا پھر اپنے کمرے کے ادھ کھلے دروزے کو "آپ یہاں خیرت"

اس کے چہرے پہ مسکراہٹ چمکی اور ایک قدم نزدیک ہوئی،وہ پہلے اپنی خواب گاہ گئی تھی اور اب وہ یہاں چخنے کے بغیر تھی۔

"جی التمش آغا خیرت ہی ہے،میں دراصل طلسی سے ملنے آئی مجھے کچھ سوالوں کے جواب چاہیے تھے اس سے،آخری بار وہ آپ کے ساتھ تھی نا یا۔۔۔یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ آپ اس کے ساتھ تھے"وہ نہایت معصومیت سے گویا ہوئی۔

التمش نے ضبط سے لب بھینچ لیے،یہ مکار شہزادی اسے زہر کے مترادف لگتی تھی"میں اسی کے ساتھ تھا شہزادی اور پھر وہ مجھے چھوڑ کر حرم کی طرف چلی گئی،آپ کو وہ وہیں ملیں گی"وہ الفاظ توڑ توڑ کر بولا۔

"کیا بہت دکھ ہے آپ کو اس کے چھوڑ کر جانے کا" الفاظ بے ساختہ تھے مگر اب نکل چکے تھے، التمش کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ "چچ چچ غم نہ کریں التمش آغاز ندگی ہے ہوتا رہتا ہے" ہمدردانہ انداز میں کہتی وہ پلٹ گئی۔

سرخ چہرے کے ساتھ وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر غصے سے کمرے میں داخل ہوا اور پیچھے ٹھاااہ کی آواز سے بھاری دروازہ بند کیا۔

☆☆☆☆☆☆

یہ اسی رات کا تیسرا پہر تھا دھند میں لپٹے صحن کا نقشہ واضح نہیں تھا مگر تکون کی صورت میں تین دروازے واضح تھے دائیں طرف والا دروزہ باہر گلی طرف کھلتا تھا جس کی دیواریں باقی دیواروں کی نسبت زیادہ قد آور معلوم ہو رہی تھی بائیں طرف والا چھوٹا دروازہ وہی تھا جس کے پار اصطبل تھا اور سامنے والا بند دروازہ جو لکڑی کے گھر کا داخلی دروازہ تھا، دروازے

کے پاس دیوار میں درمیانے حجم کی کھڑکی تھی جس میں سے ہلکی ہلکی زرد روشنی نکلتی باہر صحن کی کچی زمین پہ پڑ رہی تھی، ہُرمز توران کا گھر اندر سے روشن تھا، دیواروں سے لگی مشعلیں چمک رہی تھی آتش دان کی آگ بجھ چکی تھی مگر کوئلے ہنوز سرخ تھے جن اوپر رکھی سیاہ کیتلی کا گاڑھا محلول ابل رہا تھا، کھڑکی کے عین نیچے چبوترے پہ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھا عباس کسی کتاب کے مطالعے میں غرق تھا، ہُرمز نے چہرے پہ ہاتھ پھرا اور اٹھ کے سجادۂ مخمل کو تہہ کیا۔

"کیا تمہاری تیاری مکمل ہو گئی؟"عباس نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر استفسار کیا۔

"ہاں ہو گئی ہے فجر کی نماز ادا کر کے روانہ ہو نگے" جواب دیتے وہ ایک تھیلا اٹھائے آتش دان تک پہنچا اور تھیلے سے نمک کی مٹھی بھر کے ابلتے محلول میں ڈال دی، اس کے بعد وہ رکا نہیں بلکہ تھیلے کا سارا نمک مٹھی بھر بھر کے کیتلی میں انڈیل دیا، دیکھتے ہی دیکھتے محلول کا رنگ سیاہ سے سفید پڑ گیا، اطراف میں عجیب سی مہک پھیل گئی۔

"اور سپاہی، کیا وہ خوش ہیں اس سب سے"

ہُرمز کے کپڑے سے پکڑ کر کیتلی اتار دی، محلول تیار تھا" یہ واضح ہے کہ وہ ناخوش ہیں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے، یہودیوں نے بہت ظلم کیے ہیں ان پر اور ان کے پیاروں پر اور اب یہ چراب کا معاملہ، مگر وہ سپاہی ہیں، ریاست نے انہیں سوال اٹھانے کا اختیار نہیں دیا، جو سوال اٹھاتا ہے اس کے حال سے واقف ہیں وہ" اب وہ کیتلی کو پانی کے تھال میں رکھ رہا تھا" ہم مسلمان کافروں سے تو لڑ سکتے ہیں مگر اپنے مسلمان بھائیوں ے جنگ ہمارے کے دلوں کو کھو کھلا کر دیتی ہے، ہم اقتدار پہ بیٹھے مسلمانوں سے اُس محاز پہ نہیں لڑ سکتے"

عباس نے اس کا مصروف چہرہ دیکھا سنہری آنکھیں جھکی ہوئی تھی، اندلس اس کا ملک نہیں تھا مگر یہاں بسے دینی بھائی اسی کے تھے عباس کتاب رکھتا اس تک کیا" ہُرمز کیا تم واقعی شراب کو یہاں لانے کے لیے سنجیدہ ہو؟" اس کے لیے یہ ابھی تک ناقابلِ یقین تھا

"ظاہر ہے میں سنجیدہ ہوں" وہ مصروف سا بولا۔

"اور اس کے بعد تم وہ صحیح سلامت یہودیوں تک پہنچا دو گے"

"ہہوں"

عباس نے آنکھیں گھمائیں"تم جب بھی اتنی شرافت دیکھاتے ہو کسی نہ کسی بھاری نقصان ہوتا ہے"

"بے فکر رہو تمہارا کوئی نقصان نہیں کروں گا" کہتے وہ اٹھا کہ نقصان سے یک دم اسے کچھ یاد آیا۔

"رات گہری ہو گئی ہے انہیں اب تک آجانا چاہیے" کپڑے سے ہاتھ پونچھ کر وہ دونوں ہاتھ پہلوؤں پہ رکھ کر بولا،چہرے پہ متفکرانہ تاثرات چھا گئے۔

"ہو سکتا ہے انہیں۔۔۔۔نقشے نہ ملے ہوں یا"عباس رک گیا،جیسے سوچ رہا ہو کہ بولے یا خاموش رہے۔

"یا"ہُرمز نے بھنویں اچھکائیں۔

"یا ہو سکتا ہے انہوں نے خط ہی نہ پڑھا ہو"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوہ الُھی "اس نے جیسے ڈھیر سارا ضبط کرتے سر پکڑ لیا "اور خط کہاں رکھ کر آئے تھے تم"

"واللہ ہُرمز میں سامنے رکھ کر آیا تھا مگر وہ جس غصے میں گئیں تھی اگر انہوں نے خط پڑھا بھی ہو تب بھی مجھے نہیں لگتا وہ نقشے لائیں گی ہمارے لیے "وہ پر یقین تھا۔

ہُرمز نے ملامتی نگاہ اس پہ ڈالی "دعا کرو وہ خط کسی اور کے ہاتھ نہ لگا ہو کیونکہ وہ خط اگر شہزادی پڑھتیں تو وہ نقشے ضرور لاتیں "اسے افسوس ہوا اب تک انتظار میں بیٹھے رہنے کا،وہ اٹھا اور اپنی تلوار اٹھائی "یہ ہمارے پاس آخری رات ہے،ہم مزید وقت برباد نہیں کر سکتے،میں محل جارہا ہوں تم فجر کے وقت سپاہوں کے ساتھ فصیل کے پاس میرا انتظار کرنا میں سیدھا وہیں آؤں گا" عجلت سے ہدایت دیتا سیاہ چغہ پہنے وہ دروازہ کھولتے صحن میں نکل گیا،عباس نے کھلے دروازے سے دیکھا وہ صحن عبور کرتے دروازے کے پاس پہنچ رہا تھا، ایک،دو، تین،چار،چار قدم لیتے اس نے صحن کا دروازے کھولا،زلیخا کا ہاتھ ہوا میں معلق رہ

گیادروازہ اس کی دستک سے پہلے کھل چکا تھا اور کھولنے والا بھی وہی تھا جو آدابِ میزبانی سے خوب واقف تھا۔

"کیا آپ کو خبر ہو جاتی ہے مہمانوں کی آمد کے متعلق"سیاہ آنکھوں میں سوال تھا۔

"ہمیں"وہ ایک ہلکا سا پیچھے کی جانب پلٹا اور عباس کو دیکھا"یہی لگا کہ آپ نہیں آئیں گی سو میں بذات خود محل جا رہا تھا"

"اور آپ کو ایسا کیوں لگا کہ میں نہیں آؤں گی؟"اسے بے اختیار تجسس ہوا۔

"کیونکہ آپ جاتے ہوئے میرا نقصان کر کے گئیں تھی"جواب برخاستہ تھا۔

"ہاہ"اس آدمی کے خسارے وہ سر جھکائے دھیما سا ہنسی اور بازو پہ لٹکائے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر کچھ برامد کیا۔ ہُرمز نے دیکھا اس کے ہاتھ میں سرخ و سفید دھاروں والا شیشے کا پیالہ تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر آپ اسے اپنے خسارے کا مداوا سمجھ کر قبول کریں گے تو مجھے خوشی ہو گی" زلیخا نے پیالہ اس کے سامنے کیا، گھر کے کھلے دروازے سے اندر آتی مدھم زرد روشنی میں ہُرمز نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ میں پیالہ دیکھا، بلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھا۔

"شکریہ" کہتے اس نے وہ تھام لیا، کیوں تھاما نہیں معلوم، کیا کرے گا اِس کا نہیں معلوم ،کب کرے گا نہیں معلوم، یہ ایک لاشعوری عمل تھا جو اس سرزہ ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆

اس کے پاس الفاظ نہیں تھے اپنی بے چینی کو نام دینے کے لیے، یہ خوف تھا یا کچھ اور اس کی سمجھ سے باہر تھا، بند کمرے میں مسلسل اس کے چلتے قدموں کی آہٹ ابھر رہی تھی، سرخ رنگ کے لمبے چولے کو کھینچ کر اتارتے اس بے اختیا لمبے لمبے سانس بھرے۔

"آخر کب ختم ہو گا یہ اولیویا؟" یہ اب تک کا تیسری بار دھرائے جانے والا سوال تھا۔

اولیوانے ایک خاموش نگاہ اس پہ ڈالی اور دوبارہ میز پہ جھک گئی، یعنی اسے مزید انتظار کرنا تھا۔

داریوش نے کرسی کھینچی اور میز کی دوسری طرف بیٹھ گیا" جو کچھ بنیامین نے کہا تھا کیا وہ سچ ہے "اس کا بس یہ ایک ہی سوال تھا۔

اولیویانے پھونک مار کر موم بتی بجھائی اور سر نفی میں ہلایا" میرا جادو کہتا ہے ایسا کچھ نہیں ہے کمانڈر"

یہ خبر اچھی تھی مگر اسے مزید بے چینی ہوئی" تو کیا بنیامین نے ہم سے غلط بیانی کی ہے تاکہ ہم اس کا ساتھ دیں، کیا واقعی اکیتین میں کوئی مسلمان نہیں ہے" بجھے ہوئی مومبتی اور کاغذات پہ نقش عجیب سے نشانات کو دیکھتے ہوئے وہ پر سوچ انداز میں گویا ہوا۔

" مجھے نہیں پتہ کہ بنیامین نے آپ سے کیا کہا ہے مگر مجھے اتنا پتہ ہے میرا جادو مجھ سے غلط بیانی نہیں کرتا، اکیتین میں ایک بھی مسلمان نہیں ہے میرا یقین کریں" اولیویا کی چھوٹی سی سیاہ آنکھوں میں اعتماد تھا، داریوش نے پر سکون انداز میں آنکھیں موندھ لی۔

"مجھے تم پہ اور تمہارے اس"اس نے ایک ہاتھ میں موم بتی اٹھائی"جادو پہ یقین ہے اولیویا،یقیناایسا ہی ہو گا جیسا کہ تم نے کہا مگر بنیامین جو کہا میں اس کو بھی فراموش نہیں کر سکتا"اس کی سوئی ابھی تک وہیں اٹکی تھی"کھلے دشمن سے زیادہ خطرناک وہ دشمن ہوتا ہے جو پوشیدہ ہو،ایسا مسلمان کہتے ہیں اور بلکل ٹھیک کہتے ہیں"اس نے موم بتی پہ دباؤ ڈالا موم ٹوٹ کر ہاتھوں پہ لگ گیا۔

"میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھی کمانڈر"اولیویا کے چہرے پہ اچنبھا تھا۔

"تمہیں سب مطلب سمجھ آجائیں گے پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ آج کچھ غیر معمولی تو نہیں ہوا یا کچھ دیکھا تو نہیں تم نے"وہ جانے کے ارادے سے اٹھ کھڑا ہوا مگر جاتے ہوئے اہم سوال کرنا نہ بھولا۔

اولیویا کا سر نفی میں ہلا"ہم نے چہل قدمی کی،شہزدی نے بازار دیکھا پھر ڈھلان والے شراب خانے سے کھانا کھا کر واپس آگئے،اس تمام دورانیے میں کچھ بھی ایسا نہ ہوا البتہ شہزادی بہت خوش تھیں"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہہوں تم جسٹن اندریو کے شراب خانے کی بات کر رہی ہو" وہ خاصی دلچسپی سے بولا۔

"جی کمانڈر"

"جسٹن اندریو" پلٹتے ہوئے یہ نام غیر ارادی طور پہ اس کے لبوں سے ادا ہوا "تم بھی اچھی شراب بناتے ہو بلکل اپنے باپ کی طرح"

یہ درویش کی آخری سرگوشی تھی جو اولیویا کے کانوں نے سنی اس کے بعد وہ کمرے کا دروازہ عبور کر گیا، اس نے گہرا سانس بھرا اور اٹھ کر کھڑکی کے سامنے آئی، پر امن ایکیتین ساکن اور خاموش پڑا تھا، اور یہی خاموشی عجیب سی سرگوشی کرتی اس کے حواسوں پہ طاری ہو رہے تھی اسے اپنا اپنا دن کے گزرے مناظر میں تیرتا محسوس ہوا۔

☆☆☆☆☆☆

بھورے رنگ کے لمبے بال چہرے کے دونوں اطراف ڈالے وہ شب خوابی کے لباس میں ملبوس خواب گاہ میں داخل ہوئی اور آئینے کے سامنے بیٹھ گئی،ہاتھوں سے زیور اتار کر اس نے خالی ہاتھوں سے بالوں کو چھوا تو بے اختیار وہ آنکھیں یاد آئیں، چمکدار بھوری آنکھیں،ان آنکھوں کا خیال اسے اب تک تیسری بار آیا تھا یا یوں کہنا زیادہ مناسب تھا کہ جب جب کیتھرین اپنے بالوں کو دیکھتی اسے اس شخص کا خیال آتا،انگلیوں کے پوروں سے اپنے بالوں کی نرماہٹ کو محسوس کرتے اسے اندریو کے کہے گئے جملے یاد آئے۔

"ملکہ "اس کے لب بنا آواز ہلے اور اندر ایک تجسس جا گا"کون ہو گی ملکہ ؟"ایک اور سوال جو اس کے ذہن میں ابھرا اور پھر اس کا اپنی سوچوں پہ اختیار نہ رہا،ایک لمحہ لگا تھا کیتھرین کو اپنی خواب گاہ سے شراب خانے میں بیتے ماضی تک پہنچتے۔

کسی نے اس کے سامنے شراب کا گلاس پیش کیا اور اندریو نے بنا تردید تھام کر لبوں سے لگایا"جنگل جتنا گھنا تھا اتنا ہی سحر زدہ مگر ہائے اس کی زلفیں،انہوں نے اندریوں کا جکڑ لیا تھا"وہ گہری آہ بھرتے جھوم جھوم کر سنا رہا تھا اور لوگ لہک لہک کر سن رہے

تھے "اس کی بھوری زلفوں میں مجھے اپنا آپ الجھتا محسوس ہوا، میرے قدم بے اختیار اس کی جانب اٹھے "وہ ایک جست میں میز سے اترا اور قدم اس جانب بڑھائے جہاں وہ دو لڑکیاں بیٹھی تھی، کیتھرین نے انگلیوں کے ہاتھوں نے لاشعوری طور پہ اپنے بھورے بالوں کو محسوس کیا، یہ ایک خود ساختہ عمل تھا جو داستان سنانے والی کی باریک نظروں کی زد میں آچکا تھا، وہ جھکا اور شائستہ لاطینی زبان میں سرگوشی کی۔

"لیکن ملکہ کے بال گھنگرالے تھے"

بالوں پہ ٹھہرا ہاتھ ساکت ہوا کیتھرین نے نظریں اٹھائیں، آنکھوں کے رنگ ملے ،تبادلہِ پیغام ہوا۔

"میں اس تک پہنچ چکا تھا میرے دل کی دھڑکن تیز تھی سانسوں کی رفتار رک چکی تھی، دل نے کہا اندریو اسے ہاتھ لگا کر دیکھو، اس کا لمس محسوس کرو "وہ پلٹا اور شراب کا گلاس ہوا میں بلند کیا "میں نے حکم پہ سر تسلیمِ خم کیا "اس نے گردن جھکائی "میں نے ملکہ کا پہلا لمس محسوس کیا اور پھر "وہ ٹھہرا اور مشراب کا گلاس میز پہ رکھ دیا، اس کی آنکھوں میں

حزن سمٹ آیا تھا، درد کی لکیر اس کے چہرے پہ دیکھی گئی، کچھ نہ ملنے کی کسک اس کی آنکھوں میں درج تھی۔

مجمعہ چھٹنے لگا سب کے دل اداس ہو گئے، سب تھکے تھکے قدموں اور ادھورے قصے سمیت اپنی اپنی نشستوں پہ پلٹ آئے، کیتھرین کی بے چینی بڑھ گئی وہ آگے سننا چاہتی تھی اس نے دل گرفتگی سے اس کی پشت کو دیکھا، اس کے قدم باورچی خانے کی جانب بڑھ رہے تھے وہ واپس جا رہا تھا یا۔۔یا شاید نہیں، چہرے پہ حیرت انگیز تاثرات سجائے وہ یک دم واپس پلٹا جیسے کوئی خیال بجلی بن کر دماغ میں لپکا ہو، اوپر کھڑے پہرے دار نے دلچسپی سے جسٹن اندریو کی اداکاری دیکھی، اس کے بڑھتے قدموں کے ساتھ کیتھرین کے تاثرات بھی ڈھیلے پڑتے گئے۔

"ڈومینا" (معزز یا محترم خاتون) وہ لاطینی زبان میں کہتا ایک ہاتھ سینے پہ رکھ کر جھکا، اس کی آنکھوں میں شناسائی کی رمق تھی۔

کیتھرین نے تحیر زدہ آنکھوں سے چہرہ اٹھائے اسے دیکھا،ہاں وہ انہی کی میز پہ اسی سے مخاطب تھا۔

"ڈومینا مجھے لگتا ہے کہ میں آپ کو روم میں دیکھ چکا ہوں "نہایت سادگی سے اس نے اپنا مدعا بیان کیا،اولیویا نے ایک نظر اس کے چہرے پہ ڈالی پھر آنکھوں سے کیتھرین کو نفی کا اشارہ دیا۔

کیتھرین کے چہرے پہ خوشگوار تاثرات چھا گئے پیٹ میں تتلیاں اڑتی محسوس ہوئی"ہو سکتا ہے آپ نے دیکھا ہو کیونکہ میں چند دن پہلے ہی روم سے لوٹی ہوں"وہ اولیویا کے اشارے کو بغیر کسی خاطر لائے بولی،اولیویا نے ایک طرش نگاہ اس پہ ڈالی جو پوری توجہ سے میز پہ جھکا ہوا تھا پھر کیتھرین سے مخاطب ہوئی۔

"اب ہمیں واپس چلنا چاہیے دیر ہو رہی ہے "اس کی آنکھوں میں تنبیہ تھی۔

کیتھرین نشست چھوڑتی اٹھ کھڑی ہوئی اور خاصی دلچسپی سے دریافت کیا" تو کیا آپ اس شراب خانے کے مالک ہیں؟"

"بلکل یہ چھوٹا سا غریب خانہ میرا ہی ہے "اس نے گردن ہلائی "اور میں یہاں ایکیتین کی سب سے عمدہ شراب بناتا ہوں اور بہترین داستانیں سناتا ہوں"

"لیکن مجھے لگتا ہے کہ آپ داستانیں سناتے ہیں بلکہ بناتے ہیں"

وہ گردن پیچھے پھینک کر ہنس پڑا "ڈومینا آپ"

"ہمیں دیر ہو رہی ہے "اولیویا نے مداخلت کی اور گھوم کر کیتھرین کی طرف آئی "آپ کے بھائی انتظار کر رہے ہونگے" کہتے وہ اندریو کی جانب پلٹی "ہمیں اجازت دیں "سر جھکا کر کہتے اس نے کیتھرین کو چلنے کا اشارہ کیا، کیتھرین نے مسکراتی الوداعی نگاہ سے اس کی بھوری آنکھوں میں تیرتا رنگ دیکھا اور قدم بڑھا دیے۔

"کیتھرین"

وہ چونک کر پلٹی، فسوں ٹوٹ گیا، خیالوں کی دنیا گم ہو گئی، آئینے کے سامنے بیٹھے اس کا ایک ہاتھ ہنوز اپنے بالوں کی لٹ پہ حرکت کر رہا تھا۔

"کن خیالوں میں گم ہو" داریوش اس کے پیچھے کھڑا آئینے میں اس پہ چھلکتے رنگوں کو بغور دیکھتے بولا۔

"آپ کو پتہ ہے آج ہم کس سے ملے" وہ گھوم کر پلٹی اور جوش میں بولی "ایک شراب خانے کے مالک سے جو کہ رومن ہے" یہ احساس ہی کتنا خوش کن تھا کہ آپ کو ایک غیر شہر میں ہم زبان ملے، اُف، اس نے گہرا سانس بھرا۔

"تم یقیناً اندریو کی بات کر رہی ہو گی، ویسے مجھے حیرت ہے کہ مجھے پہلے یاد کیوں نہ آیا ورنہ میں تمہیں اس کے بارے میں ضرور بتاتا، خیر "اس نے بازوؤں سے پکڑ کر کیتھرین کو کھڑا کیا اور پلنگ تک آیا" میں اسے محل بلواتا رہوں گا تاکہ تم اس سے اپنے روم کی باتیں کرتی رہو" پیار سے اس کا سر سہلاتے اس کیتھرین کو پلنگ پہ بیٹھانا چاہا۔

"کیا مطلب" کیتھرین کی پیشانی پہ شکنیں در آئیں" آپ اسے یہاں کیوں بلوائیں گے میں خود قلعے سے باہر جاؤں گی" ان کی گفتگو ایک بار پھر وہی موڑ لینے لگی۔

" ٹھیک ہے تم اولیویا کے ساتھ چلی جانا" وہ فلحال کوئی بد مزگی نہیں چاہتا تھا" آؤ یہاں بیٹھو میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں"

وہ اتنے سے ہی خوش ہو کر پلنگ کے کنارے ٹک گئی۔

" شہنشاہ چاہتے ہیں میں شادی کر لوں"

"اور آپ کیا چاہتے ہیں؟" وہ تیزی سے بولی، داریوش نے سر اثبات میں ہلایا، کیتھرین کے تاثرات خوشگوار حیرت میں بدلے۔

"بس اب یہ مت کہیے گا کہ اولیویا سے کر رہے ہیں" وہ نخوت سے بولی، داریوش نے حیرت سے اسے دیکھا۔

" تمہیں اولیویا اتنی بری کیوں لگتی ہے، جہاں تک میں اسے جانتا ہوں وہ ایک اچھی اور قابل لڑکی ہے" اسے بہن کا اولیویا کے یہ رویہ بلکل پسند نہیں تھا۔

کیتھرین نے شانے اچھکائے" مجھے وہ بہت عجیب سی لگتی ہے، بہت مشینی سی، خیر آپ بتائیں کون ہے وہ" اس بات بدل لی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

داریوش نے گہرا سانس بھرا "یہودی شہزادی ہے"

"یہودی شہزادی" اس کے چہرے پہ اچنبھا ابھرا۔

"شہنشاہ چاہتے ہیں کہ ہم یہودیوں سے اتحاد کرلیں اور اس اتحاد کے لیے ان کی خواہش ہے کہ میں شادی کروں" اس نے رسان سے سارا مدعا بیان کیا مگر انداز میں وہ گرم جوشی نہیں تھی جو شادی کے موضوع پہ ہونی چاہیے۔

"کیا وہ مہمان اسی لیے آئے تھے آج" اسے تجسس ہوا۔

"ہاں مگر تم ان سے رور رہنا" ناگوری بھرے انداز میں کہتے وہ اٹھ کھڑا ہوا "اب تم آرام کرو کل بہت سی تیاریاں کرنی ہیں، چند دنوں میں شہزادی اندلس سے یہاں پہنچ جائیں گی" وہ جاتے جاتے اسے اطلاع دیتا گیا۔

"اندلس" لحاف درست کرتے کیتھرین کے ہاتھ رک گئے "کیا وہ اندلس کہہ کر گیا تھا "اس کا اندر باہر سب ساکت ہو گیا، وہ کتنی ہی دیر وہاں شل ہو کر بیٹھی رہی پھر اس نے دھیرے دھیرے قدم نیچے اتارے اور ایک نظر دروازے پہ ڈالی، وہ بند تھا داریوش کب کا

جا چکا تھا،اس کے قدم سنگھار میز کے سامنے رک گئے،زمین پہ گھٹنا موڑ کر بیٹھتے اس آخری دراز کھولی،دل دھک دھک کر رہا،خوف تھا یا کیا وہ سمجھ نہ پائی مگر ہاتھ مسلسل کپکپا رہے،

دراز کھولتے ہی اس نے وہ چھوٹی سی صندوق دیکھی جس پہ دھول کی کئی تہیں جمی تھی صندوق کو باہر نکالے بغیر ہی اس وہ کھول دیا۔

"یہ ایک راز ہے رین میرا اور تمہارا اگر تم کسی کو یہ راز بتاؤ گی تو راز تم سے خفا ہو جائیں گے"

"نہیں میں کسی کو نہیں بتاؤں گی"چھ سالہ کیتھرین نے فوراً نفی کی اور وہ اس کے جواب سے مطمئن ہو گئیں۔

"کیا اندلس بہت دور ہے"بستر پہ لیٹے اس نے ایک اور سوال کیا۔

"نہیں اندلس بلکل دور نہیں ہے وہ بہت قریب ہے میرے دل کے اس لیے تم پریشان نہ ہونا میں تم سے ملنے آتی رہوں گی ٹھیک ہے"

"میں انتظار کروں گی آپ کا" مدھم سی سرگوشی اس کے کانوں میں گونجی، تنفس تیز ہو گیا اور اسی تیزی سے اس نے صندوق کا دروازہ گرایا اور دراز بند کرتی اٹھ کر بستر تک آئی۔

"اندلس بہت دور ہے، اتنا دور کہ میرا دل تھک گیا، میری امید دم توڑ گئی، میرے انتظار کی روشنی ختم ہو گئی مگر میں نے رازوں کو خود سے خفا نہیں کیا، کیتھرین نے کسی کو نہیں بتایا کہ آپ کہاں گئی ہیں" بند آنکھوں سے سوچتے وہ ان دیکھے اندلس کے حسین اور پر تجسس خوابوں میں تیرنے لگی جو چھ سال کی عمر میں اس کے ذہن میں اتارے گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

قلعے کی فصیل سے اندھیرے میں ڈوبے پر امن ایکیتین کا نظارہ کرتے اس کی نگاہیں بہت دور تک گئی تاریکی کے باعث کچھ بھی دیکھنا ناممکن تھا مگر اسے معلوم تھا کہ وہ درختوں سے اٹا میدان ایکیتین کا قبرستان ہے اور اسی قبرستان کے درمیان ایک مخصوص قبر تھی جس کے صلیب پہ "میری سیمون" درج تھا، وہ کیتھرین اور داریوش سیمون کی ماں کی تھی ایسا ایکیتین کے لوگوں کا کہنا تھا مگر صرف وہ دونوں جانتے کہ وہ قبر اندر سے خالی ہے۔

"کاش مجھے علم ہوتا کہ آپ کہاں گئی ہیں" اندھیرے میں ڈوبے قبرستان کو نگاہوں میں رکھتے وہ بے بسی سے بڑبڑایا۔

کتنا وقت بیتا وہ اندازہ نہ کر سکتی، اس کی ٹانگیں اس ایک ہی زاویے میں کھڑے رہنے کے باعث تھک چکی تھی مگر ملحال وہ کوئی تھکن محسوس کرنے کے عالم میں نہ تھی، شہر کی خاموشی کو محسوس کرتے اس دماغ گہری سوچ میں گم تھا جس کی لکیر اس کے چہرے پہ واضح دیکھی جا سکتی تھی اسی لمحے ایک خیال بجلی کوندے کی مانند اس کی دماغ میں لپکا، وہ کسی خواب کی کیفیت میں جاگی۔ کھڑکی سے میز تک پہنچتے اولیویا نے تیزی سے کرسی کھینچی اور بیٹھ کے موم بتی جلائی، اس کا جادو ایک بار پھر سے شروع ہونے والا، اس کارواں رواں دعا گو تھا کہ نتیجہ اس کی سوچ کے برعکس نکلے۔

☆☆☆☆☆☆

عجلت سے گلی میں داخل ہوتے ہی عباس نے پہلے گھر کے کھلے دروازے کو دیکھا پھر اندر سے آتی ٹھک ٹھک کی آواز سنی یعنی وہ اندر تھا، کاندھے پہ سامان والا تھیلا درست کرتے وہ جلدی سے اندر ہوا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا، کچے صحن کے ایک طرف کئی ناز بو کے پودے قطار میں لگے تھے، جن کی خوشبو نے پورے گھر کو معطر کیا ہوا تھا، ان سے تھوڑے فاصلے پہ پانی کا کنواں تھا جس کی آس پاس کی زمین ساری گیلی تھی جیسے ابھی تازہ پانی نکالا گیا ہو، مخالف سمت دیوار کے پاس سوکھی لکڑیوں کا ڈھیر لگا تھا اور وہیں سے مسلسل لکڑیاں کاٹنے کی آواز ابھر رہی تھی۔

"خیرت اتنے حواس باختہ کیوں ہو" کٹی ہوئی لکڑیوں کو کلہاڑی کی مدد سے ایک طرف کرتے اس پوچھا۔

"جو میں سن کر آرہا ہوں کیا وہ سچ ہے "عباس فوراً اس تک پہنچا اور بھولے سانس کے درمیان بولا، ہُرمز نے کلہاڑی رکھی اور چند لکڑی کے ٹکڑے اٹھائے قدم گھر کے اندر بڑھائے۔

"ہیں کہاں جارہے ہو میری بات کا جواب دو" ڈھلکتے تھیلے کو درست کرتے وہ پیچھے گیا۔

"مجھے کیا معلوم کہ تم کیا سن کر آرہے ہو کچھ بتاؤ گے تو علم ہو سکے گا" آتش دان کی آگ دھکاتے اس نے سادگی استفسار کیا۔

عباس اس کا جواب دیے بغیر تھیلا وہیں پھینکتا آگے بڑھا اور میز پہ رکھی ہُرمز کی تلوار کھینچ کر نیام سے نکالی، وہ شیشے کی طرح چمک رہی تھی "مجھے خبر ملی ہے کہ شراب کے دستے میں آنے والے یہودی تاجروں کو تم نے قتل کیا ہے"

اس نے چہرہ دوبارہ آتش دان کی جانب موڑ لیا آگ کے سنہرے عکس میں اس آنکھیں مسکرائیں "ہمارا معاہدہ صرف شراب کی حفاظت تک کا ہوا تھا، انہیں اپنی حفاظت خود کرنی چاہیے تھی، لیکن واللہ میں نے انہیں ہاتھ تک نہیں لگایا" اس نے یقین دلایا۔

"واہ الٰهی" اس نے اپنا سر پکڑ لیا "ہُرمز وہ یہودی کتوں کی طرح تمہاری بو سونگھتے پھر رہے ہیں اگر انہیں تمہارے بارے میں علم ہو گیا تو تم اچھے سے جانتے ہو کہ سب کتنا مشکل ہو جائے گا" وہ سر پکڑ کر چبوترے کے دھانے پہ بیٹھ گیا۔

" آسان نہ تو کچھ پہلے تھا نہ اب ہے لیکن اگر ان یہودیوں کو ایک بھی موقع مل جاتا تو یہ اپنے ظلم کی انتہا اندلس کے بچوں کو یتیم کر کے کرتے اور اس ظلم کا موقع فراہم کرنے والوں میں ریاست اور میرا برابر کا ہاتھ ہوتا، پہلے کی آزمائش ظلم کے بعد ہونے والے پچھتاوے سے بہتر ہوتی ہے" آتش دان دھک رہا تھا، وہ تھوڑا سا آگے ہوا اور پاس رکھی پانی کی پتیلی آٹھائی، اسے گھر کے کاموں میں بہت مہارت حاصل تھی۔

"اور اگر خبر محل تک پہنچی" عباس کسی سوچ کے زیر اثر بولا۔

پانی کی پتیلی آگ پہ رکھ چکا تھا سو اس کے برابر آبیٹھا "اگر یہ خبر محل پہنچی تو التمش آغا خاموش نہیں بیٹھے کا وہ سلطان سے پہلے مجھے طلب "اس کے الفاظ لبوں میں رہ گئے، دروازے پہ ستک ہوئی عباس چونک گیا مگر یہ ہُرمز کے غیر متوقع نہ تھی وہ اٹھا۔

"التمش آغا سکون سے نہیں بیٹھے گا جب تک میں اسے کسی تسلی بخش جواب سے نہ نواز دوں، ہو سکتا ہے میری واپسی دیر سے ہو تم شہزادی کے لائے گئے نقشے ایک بار پھر اچھے سے دیکھ لینا، ہم آج رات یہودی محلے جائیں گے" آخر میں ایک اور خونی مہم کی اطلاع دیتا وہ دروازہ پار کر گیا۔

"التمش آغا نے آپ کو محل بلوایا ہے" دروازہ کھلتے ہی قاصد نے پیغام دیا۔

"میں اپنی سواری پہ پہنچ جاؤں گا" یہ ان کے لیے جانے کا اشارہ تھا۔

کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا دروازتے پہ دو پہرے دار مستعدی کھڑے تھے اندر سے قدموں کی آہٹ ہر تھوڑی دیر بعد معدوم ہو جاتی اور پھر یک دم دوبارہ ابھرتی، وہ جب سے

یہاں آیا تھا یہی کھیل چل رہا تھا چلتے قدم کمرے کے ایک کونے تک پہنچ کر رک گئے، ایک ہاتھ پیچھے باندھے دوسرے سے تھوڑی کے بال کھینچتے التمش پلٹا۔

"تم نے میری تعظیم نہیں کی ہُرمز توران" آواز میں حیرت تھی۔

"کیا اتنی دیر اس نے صرف یہ سوچنے میں لگادی" وہ صرف سوچ سکا" میری آخری اطلاعات کے مطابق تم سلطان نہیں بلکہ سلطان کے مشیرِ تھے، کیا اب تمہارا عہدہ بدل چکا ہے" ہُرمز کی آواز اس سے زیادہ حیرت زدہ تھی، التمش نے لب بھینچ لیے۔

"تم نے ان یہودی تاجروں کو کیوں قتل کیا" التمش اس کے مقابل آیا اور بغور اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھا۔

"میری زمہ داری صرف شراب کی حد تک تھی التمش آغا اس کے ساتھ آئے یہودیوں کی نہیں لیکن" وہ رکا اور التمش کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھی۔

"لیکن کیا"

"لیکن ان یہودیوں کا قتل میں نے نہیں کیا" وہ ایک ایک لفظ پہ زور دے کر بولا، اس کی آنکھوں میں کوئی کذب کوئی دروغ کوئی جھوٹ نہیں تھا۔

التمش کے چہرے پہ اچنبھا ابھرا وہ چند قدم پیچھے ہوا" کیا مطلب کہ تم نے قتل نہیں کیا"

"یہی کہ میرا ان یہودیوں کے قتل سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ میری تلوار سے مرے ہیں" وہ التمش کی آنکھوں میں دیکھتے بے تاثر لہجے میں بولا۔

"ہوں تو تم کہہ رہے ہو کہ ان کا قتل تم نے نہیں" التمش نے سمجھے والے انداز میں سر ہلایا اور تھوڑی سے بال نوچتے دوبارہ دائیں بائیں چلنا شروع کیا۔

"تم نے درست سنا میں یہی کہہ رہا ہوں" اس نے تائید کی۔

"اچھا تو تم کتنے سپاہی لے کر گئے تھے اپنے ساتھ" وہ دوبارہ اس کے مدمقابل آیا۔

ہُرمز نے اس کی آنکھوں تیرتے خیال کو دیکھا" میں اپنے ساتھ۔۔۔۔ تیرہ دار لحکوتی سپاہی لے کر گیا تھا"

"ہاہہ "التمش نے تند نگاہوں سے اسے گھورا" جبکہ تمہیں اس کی ضرورت نہیں پھر بھی تم اپنے ساتھ تیرہ دالحکومتی سپاہی لے کر گئے تاکہ یہ اقدام تم ان سے کرواتے" التمش کا بس نہ چلا اس کی گردن اڑا دے، عالمِ طیش سے مٹھی بھینچ لی" تم ریاست کے لیے مسائل کھڑے کر رہے ہو ہُرمز توران"

"میں پہلے بھی کہہ چکا ہو اور اب اپنی بات پھر سے دھرا دیتا ہوں التمش آغا غور سے سنو" وہ جھکا اور التمش کے کان میں سرد سرگوشی کی" میری زمہ داری صرف شراب کی حد تک تھی لیکن اس صورت میں بھی وہ یہودی میری تلوار سے مرے ہاں اگر تم چاہو تو تیس ہزار سپاہیوں میں وہ تیرہ سپاہی طلب کر سکتے ہو" چبا چبا کر کہتے وہ پیچھے ہٹا اور مڑ گیا۔

"بہت خوب ہُرمز توران بہت خوب، ریاست کے تیس ہزار سپاہی بھی تمہارے ماتحت ہیں اور وہ تیرہ سپاہی، بھی اس صورت میں تمہیں لگتا ہے کہ وہ اپنے سالار کی معلومات کسی کو دیں گے کیا" بھنویں سکیڑ کر اس کی دور ہوتی پشت کو دیکھتے وہ بڑبڑیا۔

دوسری طرف راہداری کے اختتامی زینے اترتے وہ محل کے داخلی دروازے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اس کو قدم روکنا پڑے۔

"ملکہ "اس نے سر کو خم دیا۔

"سپہ سالار "ملکہ ایلف کو صبح ہی صبح ایسے اتفاق کی امید نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تیز اور بھاری آواز سے اس سماعت میں دھماکے ہونے لگے، دیواروں کی مشعلیں ٹھنڈی اور شانت پڑی تھی یک دم اسے سردی کا حساس ہوا، اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا دروازہ بند تھا، نیم تاریکی وہ کئی قدم آگے بڑھی جب اسے تخت نظر آیا ہیرے، جواہرات سے تمتماتا تخت، اسے محسوس ہوا جیسے وہ تخت اسے بلا رہا ہو کہ۔

"آؤ زلیخا مجھے فتح کر لو"

ساری آوازیں پسِ پردہ چلی گئیں ہر احساس اس سے دور ہو گیا، تخت اسے بلا رہا تھا اور اسے جانا، اس نے ایک اور قدم بڑھایا تخت سے پھوٹتی چمک اس کی سیاہ آنکھوں کو خیزہ کر گئی، یہ چمک لالچ کی نہیں تھی یہ کچھ اور تھا کچھ مختلف سا جیسے کسی دیرینہ خواب کا اچھوتا احساس، اس نے اپنی انگلیوں کے نرم نرم پوروں سے تخت کو چھوا، آنکھیں بے اختیار نم ہوئیں، اس لگا اس کا جسم کپکپا رہا ہے، تخت کی طاقت اس کے جسم کی توانائی سے زیادہ تھی، شاید ابھی اس میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ اس کے اختیارات کے ساتھ انصاف کر سکے، کپکپاتی انگلیوں سے اس نے تخت کو محسوس کرتے سوچا۔

Clubb of Quality Content

"زلیخا"

انگلیاں ساکت ہو گئیں، خوف سے رنگ سپید پڑ گئی، منجمد وجود کے ساتھ وہ دھیرے دھیرے پیچھے پلٹی، بے تاثر چہرے سے وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"بابا می" اس کہنا چاہا مگر آواز نہیں نکلی "میں" ایک اور کوشش مگر حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے، وہ اس کے نزدیک آ رہے تھے اس کے ٹانگیں بے جان ہونے لگیں۔

"کیا تم اس پہ بیٹھنا چاہتی ہو" وہ پوچھ رہے تھے۔

"میں" اس کے جواب سے پہلے ہی سلطان قاسم بن قیصر نے نرمی سے اسے خود لگایا، زلیخا بنت قاسم مجسمہ بن گئی، حیرت میں گھرا مجسمہ پھر اس کے جسم نے جھٹکا کھایا، آنکھیں تکلیف کی شدت سے باہر نکل آئیں، جھٹکے سے پیچھے ہوتے وہ لڑکھڑائی "بابا" اپنے دل کے مقام پہ فوارے کی صورت نکلتے خون کو دیکھتے اس لب بے آواز ہلے۔

"بابا، بابا میں"

دھماکے کی آواز تیز ہو گئی، سردی کا احساس بڑھ گیا، اس نے ٹھنڈے پڑتے جسم کو حرکت دینا چاہی کہ یک دم اس کی آنکھ کھل گئی، تیز تنفس سے اس نے نگاہ گھمائی پہلے تو سمجھ نہیں آیا کہ کہاں ہے مگر پھر وہی آواز سماعت سے ٹکرائی تو اسے اپنے بستر پہ ہونے کا احساس ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوہ اُلٹی پھر سے نہیں" گہرا سانس بھرتے اس نے آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیا،وہ جانتی تھی یہ خواب نہیں تھا اور یہ کیا تھا وہ یہ بھی جانتی تھی، آواز ایک بار پھر ابھری، تو یہ دستک کی آواز تھی،وہ اٹھی اور خواب گاہ کا دروازہ کھولا۔

"کیا مسئلہ ہے"دروزہ کھولتے ہی اس نے کنیزوں سے پوچھا جو ہاتھوں میں کپڑے سے ڈھکے ہوئے طشت اٹھائے کھڑی تھیں۔

"شہزادی یہ ملبوسات ملکہ ایلف نے آپ کے لیے بھیجے ہیں اور حکم دیا ہے کہ مہمانوں کی آمد پہ آپ اس یہ پہنے"

اس کے سوئے ہوئے اعصاب پہ بری طرح ناگواری چھا گئی اس کا جی چاہا یہیں سے انہیں واپس بھیج دے مگر پھر کسی سوچ کے زیرِاثر وہ ایک طرف ہوئی،اشارہ ملتے ہی کنزیں یک بعد دیگر اندر داخل ہوئی اور طشت رکھتی گئی۔

"کیا انہوں نے بتایا کہ مہمان کب آئیں گے"دروازے سے نکلتی کنیز کو روک کر اس نے پوچھا۔

"جی شہزادی کل فجر کے وقت وہ قرطبہ پہنچ جائیں گے"

"ٹھیک ہے جاؤ تم" دروازہ بند کرتے وہ واپس پلٹی اور آئینے میں اپنا عکس دیکھا، سوئی سوئی سی آنکھیں، پژمردہ چہرہ، شکن آلود لباس، اسے تازہ دم ہونے کی ضرورت تھی وہ جھکی اور ایک طشت سے کپڑا ہٹایا" کیوں نہ یہاں سے کچھ منتخب کیا جائے" ملبوسات آگے پیچھے کرتے اس کی سیاہ آنکھوں میں وہ چمچماتا سبز و سنہرا لباس ٹھہر گیا جسے اٹھا کر خود سے لگایا اور آئینے میں اپنا عکس دیکھا" تمہیں پہننے کے لیے میں کل کا انتظار نہیں کر سکتی" سوئی ہوئی آنکھیں چمک سے بھر گئیں تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆

خالص مشرقی نقوش، سنہری ذہین آنکھیں، توانا قد و قامت، اور چہرے پہ چھائی پروقار سنجیدگی، ملکہ ایلف نے سر سے پاؤں تک اسے اچھی طرح جانچا اور انہیں وہ ہر طرح سے

ایک کامل مرد لگا، آئے گل کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ دیتے دونوں ہاتھوں کو باہم جوڑے وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس نے قریب آئیں۔

"ملکہ "اس نے سر کو خم دیا۔

"سپہ سالار "ملکہ ایلف کو صبح ہی صبح ایسے اتفاق کی امید نہیں تھی وہ خوشگور مزاج میں آگے بڑھیں "مجھے پورا یقین ہے کہ تم ریاست کو غضنفر آغا کمی محسوس نہیں ہونے دوگے"

"آپ کس بنا پر مجھ پہ اتنا یقین کر سکتی ہیں "ملکہ کی تیز سرمئی آنکھوں کو دیکھتے اس کے ذہن میں سوال ابھرا "اللہ نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا ملکہ"

"بہت خوب !نام کیا ہے تمہارا"

"ہُرمز توران"

"کہاں سے تعلق ہے"

"فارس "ملکہ کی اس قدر دلچسپی اس سمجھ میں نہ آئی۔

"اور تمہارے ماں باپ، کیا وہ یہاں قرطبہ میں تمہارے ساتھ ہوتے ہیں"

ہُرمز نے گہرا سانس بھرا مطلب کہ وہ مدعے پہ آنے پہلے اس کے بارے میں جاننا چاہتی ہیں "میرے والدین حیات نہیں ہیں"

"اوہ اللہ ان کی مغفرت کرے "الفاظ کے برعکس ان کے چہرے پہ کوئی تاثر نہ آیا۔

"تو ہُرمز توران آج تم شہزادی کو تیر اندازی کی مشق دینے نہیں آئے "بِلآخر وہ مدعے پہ آرہی تھیں۔

عادت کے مطابق ہُرمز نے سنہری سکیڑیں "مجھے سپاہیوں کے ساتھ ایک اہم ریاستی مہم پہ جانا تھا اسی لیے آج کی مشق کا ارادہ منسوخ کر دیا تھا اور شہزادی کو بھی پیغام بجھوادیا تھا کہ ہم مشق کو کل جاری "

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے اب "وہ اس بات کاٹتے تحمل سے بولیں، سنہری آنکھوں اچنبھے سے اور سکڑ گیئں "شہزادی اب سے اپنی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہونگی، مشق کا وقت نہیں ہو گا ان کے پاس "

"شہزادی کی شادی "وہ چونکا یہ اس کے لیے بلکل نئی خبر تھی۔

"کیا تمہیں حیرت ہوئی"ان کا اندازِ گفتگو بدل گیا،وہ چند قدم اور نزدیک ہوئیں"ہُرمز توران! تم میں ہر وہ خوبی ہے جو ایک مرد کو خاص بناتی ہے مگر ہر خاص مرد کا نصیب اتنا خوب نہیں ہوتا کہ اسے کوئی شہزادی مل سکے" کہتے انہوں نے نگاہیں اپنی دائیں جانب اوپر کو اٹھائیں۔

نا سمجھی سے ملکہ کی بات سنتے اس نے ان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو ایک لمحے کو ششدر رہ گیا،سرمئی ستونوں والی بالکنی کس خواب گاہ کی ہے وہ اچھے سے جانتا تھا،اس کے اعصاب تن گئے،سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ اس نے لب بھینچ لیے،سنہری آنکھوں میں شدید ناگوری اور طیش اُمڈ آیا۔

"اسی لیے تم کل سے زہمت نہ"

"مجھے اجازت دیں"بمشکل ضبط کرتے وہ تیزی سے ان کے ایک طرف ہوتے نکلا۔

"گستاخ تم ملکہ سے ایسے پیش نہیں آسکتے"آئے گل تیزی سے اس کے سامنے آئی۔

Clubb of Quality Content

"مجھے کس کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے یہ میں خود طے کرتا ہوں" وہ غرا کر بولا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا۔

"ملکہ یہ تو بہت سرکش ہے" آئے گل جز بز ہوتے ان کے سامنے آئی اور متفکر سی بولی۔

"اور جو سرکش ہوں وہ بہت خوددار ہوتے ہیں آئے گل، اب سے وہ کبھی "شہزادی" کے لیے محل نہیں آئے "انہوں نے شہزادی لفظ پہ زور دیا بلآخر ایک اور معاملہ سدِباب ہوا، پرسکون عصاب کے ساتھ وہ پلٹی اور متوازن چال چلتی محل کی راہداریوں میں گم ہو گئیں،

عین اسی وقت برامدے میں ستون کی اوٹ سے سبز و سنہرے لباس والا نسوانی وجود نکلا۔

پہلوں سے لباس اٹھائے وہ تیزی سے باہر نکلی اور تقریبا بھاگتے ہوئے برف سے ڈھکی سرمئی پتھروں کی روش عبور کرنے لگی، بھاگتے ہوئے وہ کئی جگہ پھسلی، لباس پاؤں میں آیا مگر اس وقت دماغ پہ ایک ہی دھن سوار تھی، وہ جا رہا تھا اور اسے روکنا تھا، محل کے دروازے پہ مامور مسلح سپاہیوں نے حیرت سے سبز و سنہرے لباس والی شہزادی کو بھاگ

کر دروازہ پار کرتے دیکھا، ملکہ کی لگام تھامے وہ تیز رفتاری سے پل پار کر رہا تھا۔ پل کے دہانے پہ رکتے وہ واپس پلٹی اور سپاہی سے تیر کمان لے کر چلایا۔

تیر اڑتا ہوا پل کے دوسرے سرے میں پیوست ہوا، ہُرمز کے بڑھتے قدم وہیں ساکن ہوئے، آنکھوں پہ جھولتے لٹیں پیچھے جھٹکتے اس تعجب سے تیر کو دیکھا پھر اسی سراسیمگی کی کیفیت میں پلٹا، آنکھوں میں سبز و سنہرے تھان میں لپٹا وجود ٹھہر گیا۔ زلیخا نے سانس لینے کا بھی وقت نہ لیا کمان وہیں پھینکتی لباس اٹھائے وہ تیزی سے پل پہ قدم بڑھانے لگی، ہُرمز اسی طرح سرخ چہرے کے ساتھ پل کے وسط میں کھڑا اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھتا رہا۔

"استاد "سانس برابر کرتے آج اس نے پہل کی، جس کے جواب میں سامنے والے نے سر کو ہلکا بہت ہی ہلکا سا خم دیا۔

"فرمائیں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے انداز سے زلیخا کو لگا جیسے وہ اس کے بہت ہی قیمتی لمحات میں مدخل ہوئی ہو،

ایک دو ثانیے رک کر اس نے الفاظ تلاش کیے پھر گلہ کھنگارتے چند قدم نزدیک ہوئی۔

"آپ نے کہا تھا کہ آپ قیمت ادا کرنے لیے تیار ہیں"

قیمت ادا کرنے کا یہ وقت اس کی سمجھ میں نہ آیا، کھوجتی نگاہوں سے بغور اس نے

شہزادی کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا" میں اپنے قول پہ قائم ہوں، آپ قیمت بتائیں"

اس نے آنکھیں میچ لی، لباس پہ گرفت مضبوط ہوئی۔

"عقد"

سنہری آنکھیں ساکن ہوئیں ہُرمز کو لگا کسی نے قرطبہ کی ساری برف اس کے سر پہ گرا

دی ہے، قیمت بہت خاص ہوگی اسے اندازہ تھا مگر وہ خاص اس کی اپنی زات ہوگی یہ اندازہ

نہیں تھا۔

"آپ کو نکاح کرنا ہوگا مجھ سے"

"جاری ہے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842